دنیا بھر میں بچوں کا سب سے مقبول اُردو میگزین
معیار، مقصدیت اور مقبولیت کے 27 شاندار سال
ماہنامہ پھول
لاہور
اکتوبر 2018ء
پاکستان کے پہلے وزیر اعظم
لیاقت علی خان
شہید پاکستان
حکیم محمد سعید
میں ہاتھ جوڑ کر
کہتی ہوں
پانی ضائع نہ کیا کریں
اشاعت کا
337
واں مہینہ
نوائے وقت
معروف ادیبوں کی دلچسپ کہانیاں اور نظمیں
رنگا رنگ سلسلے اور انعامات کی برسات
قیمت صرف 25 روپے

Wheat Energy In Box Packing

اب قرآن مجید کو پڑھنا اور سمجھنا بے حد آسان
دارالسلام پین قرآن کے ساتھ
DARUSSALAM
Rs 4500/-
Pakistan's Most Advance
Pen Qur'ān
القلم القارئ للقرآن
دیگر کتب
صحیح البخاری ▪ سیرت النبی ﷺ ▪ قصص الانبیاء ▪ امہات المومنین
عشرہ مبشرہ ▪ قرآنی قاعدہ ▪ مسنون حج وعمرہ ▪ ٹاکنگ ڈکشنری
دین واخلاق، ادب وطب اور سیرت وتاریخ پر شاہکار کتابیں
UMAR
ABU BAKR
طب نبوی
دارالسلام اسلامک سٹور
کراچی 021 343 93 936
اسلام آباد 051 228 15 13
ملتان 061 622 00 24
فیصل آباد 041 850 19 44
لاہور شورومز
36-لوئر مال 373 24 034
اردو بازار 371 20 054
لبرٹی 357 73 850
ڈیفنس Y-بلاک 042 356 92 610

Poora Pakistan
Raha Hai Bol
Hashmi Ispaghol
روزانہ ہاشمی اسپغول
قدرتی فائبر کا استعمال رکھے
معدے کو صاف
بلڈ شوگر کا لیول برقرار
کولیسٹرول کو کم اور دل کو صحت مند
قبض سے دور اور نظام ہضم کو درست
Hashmi
Ispaghol
Husk
Daily Lo
Fit Raho
www.hashmisurma.com
HashmiSince1794

اداریہ

پاکستان کے نوجوانوں کے نام......

"میں کون ہوں اور مجھے یہ کتاب پیرا قلم کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ یہ کتاب میری زندگی کے نشیب و فراز کی گواہ اور بھرپور عکاس ہے۔ اسے میں نے اسی بھرپور جوش، توانا جذبے اور خوش امیدی سے سرشار ہو کر تحریر کیا ہے جس کے سہارے میں نے اپنی ہمہ رنگ اور متنوع زندگی بسر کی ہے۔

ایک ایسی زندگی جو تیز خواہشوں کے جھرمٹ اور بدخواہوں کے ہجوم میں گھری ہوئی تھی۔ ایک طرف دنیا کی خوش رنگ رعنائیاں مجھے مہمیز دے رہی تھیں تو دوسری جانب اس کی سختی و توانائیاں قدم قدم اور سانس سانس میری راہ میں پہاڑ بن کر کھڑی تھیں۔ اس کے باوجود میں شاہراہ زندگی پر رواں دواں رہا۔ میں رکا نہیں...... ٹھہرا نہیں...... تھکا نہیں...... اور...... بھٹکا نہیں۔ نتیجتاً اپنے اہداف تک رسائی کی منزل میں نے بخیر و خوبی سر کی۔ میں نے زندگی کا سفر کامیابی سے طے کیا۔ میں یہ سب کچھ ان تھک محنت اور جہد مسلسل کی بدولت حاصل کرنے میں کامران رہا۔ اسی تناظر میں اپنی اس کتاب کو اس ملک پاکستان کے نوجوان مرد و خواتین کے نام کرتا ہوں جو جنوبی اور وسطی ایشیا کے سنگم پر واقع ہے۔ میری دعا ہے کہ میری یہ کتاب انہیں شعور اور ادراک کی روشنی عطا کرے۔ میری یہ بھی دعا ہے کہ میری یہ کوشش زندگی کے ہر نشیب و فراز میں ان کے لئے رہنما اور مددگار ثابت ہو۔ میری یہ دلی خواہش اور تمنا ہے کہ یہ کتاب ہجوم میں گھرے نوجوانوں کے لئے امید کی روشنی ثابت ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ امید اور جانفشانی کی وہ کرن جس سے میرا من منور ہے نوجوانوں کو ایک بہتر پاکستان اور روشن مستقبل کی نوید سے ہمکنار کرے۔ ایک ایسا بہتر پاکستان اور روشن مستقبل جہاں 20 کروڑ انسان عادلانہ، صاف ستھرے اور خوشحال معاشرے کی تشکیل کے لئے سرگرم عمل ہوں کیونکہ یہ ان کا استحقاق ہے۔

پاکستانی باشعور زندگی کی توقعات کے ذکر سے بھری ہوتی ہیں۔ میں اس کتاب کو اپنی کاوشوں کا [illegible] چاہتا بلکہ اس کتاب [illegible] اپنے ملک کے عوام اور سب سے بڑھ کر خدائے بزرگ و برتر کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جس نے میری آرزوؤں، امنگوں اور نیک خواہشات کے صدقے مجھے میرے استحقاق سے کہیں بڑھ کر اپنی عنایات اور نعمتوں سے نوازا۔ میں لاکھ کوشش بھی کروں تو اس عطا کرنے والے رحیم و کریم رب کا شکر ادا نہیں کر سکتا......"

یہ اقتباسات معروف کاروباری شخصیت اور ہاشو گروپ کے چیئرمین صدرالدین ہاشوانی کی کتاب جسے سوانح عمری بھی کہا جا سکتا ہے "سچ کا سفر" کے ابتدائیہ یا تعارف کا حصہ ہیں جسے جمہوری پبلیکیشنز لاہور نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب کو ملک گیر مقبولیت حاصل ہوئی اور اب تک اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ کامیاب شخصیات کی سوانح عمریاں اور زندگی میں کی جانے والی جدوجہد کے بارے جاننے سے نوجوانوں کو وہ رہنمائی حاصل ہوتی ہے جس سے وہ ان شخصیات کے نقش قدم پر چل کر کامیابی اور کامرانی کی منزلیں حاصل کر سکتے ہیں۔ ہم ماہنامہ "پھول" اور اکادمی ادبیات اطفال کے زیراہتمام ہونے والی تمام ادب اطفال کے حوالے سے ہونے والی کانفرنسوں اور ایکسپو سنٹر لاہور میں پانچ روزہ بک فیئر میں مہمانوں اور منتخب ادیبوں کو یہ کتاب بطور تحفہ پیش کر چکے ہیں۔ اس کا مقصد نوجوانوں کو یہ ترغیب دینا ہے کہ وہ اس کتاب اور دیگر کامیاب شخصیات کی سوانح عمریاں پڑھیں اور جس طرح ان شخصیات نے امانت و دیانت کے ساتھ پرخلوص جدوجہد کی ہے اسی طرح خلوص و محبت کے ساتھ زندگی میں جدوجہد کریں اور نمایاں کامیابیاں حاصل کر کے پاکستان کی تعمیر و ترقی میں اپنا کردار ادا کریں اور مخلوق خدا کی خدمت کریں۔

"پھول" کا نومبر کا شمارہ "شان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نمبر" ہوگا۔ اس کے لیے جلد از جلد اپنی ایمان افروز تحریریں بھجوا دیں تاکہ اس اہم موضوع پر یادگار شمارہ شائع کیا جا سکے۔ اس کے لیے آپ کی تجاویز کا بھی انتظار رہے گا۔

☆☆☆

اللہ تعالیٰ نے چاہا تو پھر ملیں گے۔

محمد شعیب مرزا
آپ کا ایڈیٹر بھائی

لیاقت علی خان

تحریر: یاسین فریدی

لیاقت علی خان 1895ء میں مشرقی پنجاب کے ضلع کرنال کے ایک خوشحال زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ یہاں آپ نے ایف اے تک تعلیم حاصل کی اور پھر 1918ء میں آپ نے ایم اے او کالج علی گڑھ سے ممتاز حیثیت میں بی اے کیا۔ اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کیلئے آپ لندن روانہ ہو گئے۔ آکسفورڈ یونیورسٹی میں داخل ہوئے اور 1921ء میں قانون کی ڈگری حاصل کی۔ یہاں سیاسی مباحثوں میں گہری دلچسپی لینے لگے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے ہندوستان واپس آ کر یوپی میں رہائش اختیار کر لی۔

1926ء میں آپ کو یوپی کی اسمبلی کا رکن چن لیا گیا۔ آپ نے ایک طویل عرصہ تک ملک و قوم کی خدمت سرانجام دی یہاں تک کہ آپ کو 1940ء میں مرکزی اسمبلی کا رکن منتخب کر لیا گیا۔ یہاں اسمبلی میں مسلم لیگ کے رہنما محمد علی جناحؒ تھے جن کے آپ ڈپٹی لیڈر مقرر ہوئے۔ 1946ء میں آپ کو تقسیم ہند سے قبل وائسرائے کی ایگزیکٹو کمیٹی کا ممبر مقرر کیا گیا۔ لکھنؤ اور دہلی میں بیس سالہ پارلیمانی تجربے سے آپ تمام سیاسی

خوشحال گھرانے سے تعلق ہونے کے باوجود آپ نے سادگی اختیار کی۔

امور کے ماہر ہو گئے۔ اپنی قابلیت اور سیاسی بصیرت کی بنا پر آپ ہندوستان کے وزیر مال کے عظیم عہدے پر متمکن ہوئے۔

آپ پاکستان کی عبوری حکومت میں مسلم لیگ پارٹی کے لیڈر تھے اس لئے وزارت عظمیٰ کیلئے آپ کا حق فائق تھا لہٰذا پاکستان کے وجود میں آتے ہی آپ کو اس کا پہلا وزیراعظم منتخب کر لیا گیا۔

آپ 1947ء سے 1951ء تک پاکستان کے وزیراعظم رہے جب کہ پاکستان کے پہلے وزیر دفاع اور وزیر برائے امور کشمیر کی حیثیت سے بھی کام کیا۔

ایک نئے ملک کی انتظامی اور سیاسی ذمہ داریوں کی کوئی حد نہیں ہوتی مگر آپ اپنی محنت شاقہ اور تدبیر و بصیرت سے ان کو بحسن و خوبی نبھاتے رہے۔ اسی دوران قائداعظم کی رحلت ہوئی تو لیاقت علی خان کی ذمہ داریاں کئی گناہ بڑھ گئیں۔ بلاشبہ قائداعظمؒ کے بعد آپ پاکستان کے دل و دماغ تھے۔ قائداعظمؒ نے آپ کو اپنا دایاں بازو قرار دیا تھا۔ آپ قائداعظمؒ کے وفادار، پروقار، مخلص، معاملہ فہم اور تجربہ کار ساتھی تھے۔ آپ نے مسلم قوم کے سچے خادم کی حیثیت سے خوب کام کیا۔

آپ کا خلوص اور بے لوث خدمت اپنی مثال آپ تھی۔ قائداعظمؒ کی بے وقت رحلت نے ایسا خلا پیدا کر دیا تھا جس کی تلافی ناممکن تھی۔ قائداعظمؒ کے دیرینہ رفیق ہونے کی بنا پر آپ ان سے بہت زیادہ متاثر تھے۔

آپ نے ان سے سیاسی، انتظامی اصولوں کی پاسداری اور امور ریاست کو خوش اسلوبی سے چلانا سیکھا تھا۔ قائد کے بعد نوزائیدہ ریاست پاکستان کے تمام شعبہ ہائے ریاست کی ذمہ داریوں کا بوجھ آپ کے کندھوں پر آ گیا۔ آپ نے بڑے حوصلے و ہمت سے ریاست کے تمام امور میں دلچسپی لی اور اپنے تدبر، محنت اور متواتر تگ و دو سے پاکستان کے انتظامی اور سیاسی امور کو درست نہج پر رواں دواں رکھا۔ آپ نے اپنے حسن تدبر اور مسلسل محنت سے مایوس اور منتشر قوم کو متحد و منظم کیا۔ قوم کے دل و دماغ میں حریت و آزادی کے تحفظ کا احساس بیدار کیا۔ ان کو قوت و طاقت حاصل کرنے کی تلقین کی۔

آپ کی اعلیٰ خدمات کے صلہ میں قوم نے آپ کو قائد ملت کا خطاب دیا۔ پاکستان کا استحکام، اس کی ترقی اور خوشحالی، بھارت اور دیگر مخالف قوتوں کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ خفیہ طور پر پاکستان کے خلاف ریشہ دوانیاں بھارتی سیاست کا ایک مستقل حصہ تھیں جن سے آپ بخوبی آگاہ تھے۔ آپ جانتے تھے کہ بھارت ہمیں کمزور کر کے ختم کرنے کے در پے ہے۔ اس لئے بیدار رہ کر کام کرنا، قوت حاصل کرنا، غفلت سے گریز آپ کا شیوہ رہا۔ بہرحال سب کچھ اسی طرح ٹھیک ٹھاک چل رہا تھا کہ ملک دشمن عناصر نے آپ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنا لیا۔

16 اکتوبر 1951ء کو قائد ملت لیاقت علی خان راولپنڈی کے ایک اہم اور عظیم الشان جلسہ میں شرکت کیلئے کمپنی باغ میں بڑے باوقار انداز میں تشریف لائے تو حاضرین کی ان گنت تعداد نے پاکستان پائندہ باد اور لیاقت علی خان زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے آپ کا استقبال کیا۔ سپاس نامے کے جواب میں آپ سٹیج پر تشریف لائے اور ابھی "برادران ملت" کے الفاظ ادا کئے تھے کہ آپ کو کسی شقی القلب ملک دشمن کی دو گولیوں نے ابدی نیند سُلا دیا۔ جان دیتے وقت بھی آپ کے ہونٹوں سے "یا اللہ! پاکستان کی حفاظت فرما" کے الفاظ جاری تھے۔ قائداعظمؒ کے بعد یہ دوسرا المناک سانحہ تھا۔ پاکستان کیلئے ناقابل تلافی نقصان تھا۔ آپ کو کمپنی باغ (موجودہ لیاقت پارک) میں اکبر ببرک نامی شخص نے گولی ماری تھی۔ جسے پولیس نے موقع پر ہلاک کر کے اس عظیم شخصیت کے قتل کے پیچھے راز پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے پردہ ڈال دیا۔

نوابزادہ لیاقت خان قائد ملت اب شہید ملت کے نام سے تاریخ پاکستان میں یاد کئے جائیں گے۔

آپ مزار قائداعظمؒ کے احاطہ میں آسودہ خاک ہیں۔

☆☆☆

نماز صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے پڑھنی چاہیے۔

نماز کے روحانی، جسمانی اور طبی فوائد

ڈاکٹر چوہدری تنویر سرور

مسلمان ہونے کے ناطے نماز ہم پر فرض کی گئی ہے اور اسے ہر بالغ عورت و مرد پر لازم ہے کہ وہ نماز کی پابندی کرے۔ نماز سے نہ صرف ہم اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہیں بلکہ آخرت میں بھی نماز ہمارے لئے نامہ اعمال میں اضافے کا سبب بھی بنتی ہے اور یقیناً نماز کی پابندی کرنے والا آخرت میں سرخرو ہو جائے گا۔ نماز سے جہاں روحانی سکون ملتا ہے وہاں ہمیں اس کے جسمانی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں پانچ وقت کی نماز ضرور پابندی اور دل سے ادا کرنی چاہیے تاکہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو سکے، اللہ ہم سے راضی ہو جائے تو ہم مرنے کے بعد جنت میں داخل ہوں گے کیونکہ آخرت میں صرف ہمارے اعمال ہی کام آئیں گے۔

صبح کی نماز ادا کرنے سے انسان کو جو تروتازگی ملتی ہے اس سے وہ سارا دن ہشاش بشاش رہتا ہے جو لوگ صبح کی نماز ادا کرتے ہیں ان کے چہرے پر خوبصورتی نمایاں ہوتی ہے اس طرح ظہر کی نماز بھی پابندی سے ادا کی جائے جہاں اللہ راضی ہوتا ہے وہیں ظہر کی نماز ہمیں دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد کی ہلکی ورزش بن جاتی ہے اور عصر کی نماز ہمارے جسم کو آرام دیتی ہے۔ مغرب اور عشاء کی نماز ادا کرنے سے ہمیں رات کو بھرپور نیند آتی ہے۔ نماز پڑھنے والے کا چہرہ نورانی اور دل پرنور ہو جاتا ہے۔ جسم کو سکون ملتا ہے اور نماز قبر کی ساتھی بھی ہے نمازی پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور نماز جنت کی کنجی بھی ہے۔ روزِ قیامت نماز ہمارے نیکی کے پلڑے کا وزن بڑھا دے گی اور ہمیں دوزخ کی آگ سے بچانے کا ذریعہ بن جائے گی بشرطیکہ ہم نماز کو پوری دل جمعی، آداب اور سنت کے مطابق ادا کریں اور جلد بازی سے کام نہ لیں بلکہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں نماز کا ترجمہ زبانی یاد کرلیں اور سمجھ کر نماز ادا کریں تو نماز کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے۔

نماز ہو گا سے بہتر رزلٹ دیتی ہے اور یہ ہماری صحت کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ نماز کی سب سے بڑی بات کہ انسان صاف ستھرا اور پاک صاف رہتا ہے جس سے وہ کئی بیماریوں سے بچ جاتا ہے اس کے بعد وضو کرنے سے انسان کے ذہن و قلب کو سکون ملتا ہے۔ مسواک کرنے سے دانت صاف رہتے ہیں اور زیادہ تر بیماریاں دانتوں سے ہی جنم لیتی ہیں۔

نماز کے فوائد:

☆نماز ہمیں کاہل اور سست ہونے سے بچاتی ہے ☆نماز ہمیں وقت کا پابند بننے کا درس دیتی ہے ☆نماز ہمیں بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے ☆وضو کرتے وقت تین بار ہاتھ دھونے سے ہاتھ جراثیم سے پاک ہو جاتے ہیں ☆مسواک اور کلی کرنے سے ہم منہ، دانتوں اور حلق کی بیماریوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں ☆ناک میں پانی ڈالنے سے گرد و غبار اور جراثیم سے محفوظ ہو جاتے ہیں ☆چہرے کو تین بار دھونے سے ہم گرد و غبار، پسینے اور جلدی چکناہٹ سے بچ جاتے ہیں ☆بازوؤں اور کہنیوں کو دھونے اور مسح کرنے سے دوران خون بڑھتا ہے ☆گردن پر مسح کرنے سے فالج سے محفوظ رہا جا سکتا ہے ☆پاؤں کی صفائی اور دھونے سے ان میں درد وغیرہ میں کمی آ جاتی ہے ☆وضو ہمارے بلڈ پریشر کو نارمل کر دیتا ہے ☆نماز میں سیدھا کھڑے ہونے سے ریڑھ کی ہڈی کو سکون ملتا ہے ☆نماز میں رکوع کرنے سے کمر درد سے نجات مل جاتی ہے اور آپ کے پیٹ کے عضلات، معدے اور آنتوں کا فعل بہتر ہو جاتا ہے ☆سجدے کی حالت میں ہمیں بہتر آکسیجن ملتی ہے۔ سجدے کی حالت میں خون ہمارے دماغ تک پہنچ جاتا ہے۔

☆سجدے کی وجہ سے ہماری آنکھ، کان، گردن کو آرام ملتا ہے ☆نماز سے ہمارے گھٹنے اور کہنیوں کے جوڑ مضبوط ہوتے ہیں ☆ نماز میں ہم بار بار اٹھتے اور بیٹھتے ہیں جس سے ہمارا دوران خون اور ہاضمہ درست رہتا ہے ☆نماز کی پابندی سے ہمارا خون گاڑھا نہیں ہوتا جس سے ہم دل کے دورے سے محفوظ رہتے ہیں ☆نماز ہماری گردن اور شانوں کے پٹھوں کے لئے بہترین ورزش ہے ☆نماز کی ادائیگی سے پیٹ کے عضلات کا ڈھیلا پن ختم ہو جاتا ہے ☆نماز پڑھنے سے اعصاب کے سن ہونے سے نجات ملتی ہے ☆رکوع کرنے سے ٹانگوں کی ورزش ہو جاتی ہے ☆نماز میں رکوع کی ادائیگی سے چربی بننے کا عمل سست ہو جاتا ہے ☆تہجد کی نماز پڑھنے سے انسان بڑھاپے کو دیر سے پہنچتا ہے ☆تہجد کی نماز پڑھنے سے اعصاب مضبوط اور چہرہ نورانی ہو جاتا ہے ☆نماز سے انسان کئی بیماریوں سے بچ جاتا ہے جیسے دماغی، اعصابی، نفسیاتی امراض، جوڑوں کے دوروں، معدے اور السر، شوگر، فالج، بلڈ پریشر، آنکھوں اور گلے کے امراض سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

یہاں آپ کو صرف یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ نماز پڑھنے سے آپ کو کیا کیا جسمانی فوائد حاصل ہو سکتے ہیں آپ نماز کو فائدوں کے لئے نہیں بلکہ اللہ کی رضا کے لئے پڑھیں تو جہاں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قربت نصیب ہو گی وہیں اللہ تعالیٰ ہی آپ کو اس کا صلہ بھی ضرور دے گا اور آپ کو ہر طرح کی جسمانی اور روحانی بیماریوں سے نجات دلائے گا اس لئے آپ آج سے ہی نماز کی پابندی شروع کر دیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو نماز پنجگانہ پوری دل جمعی کے ساتھ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆

وہ دونوں جھگڑنے لگے اور........

میں سمجھ گیا ہوں

تحریر: [illegible]

بات معمولی سی تھی مگر بڑھتے بڑھتے اتنی بڑھ گئی کہ ہاتھ سے نکل چلی گئی۔ تیز جملوں کا تبادلہ ہوا، ہاتھ گریبانوں تک آ گئے۔ تُو تُو، میں میں ہوئی، کے اور تیز ہو سامنے آ گئے۔ بات بہت معمولی تھی۔ اشفاق ایک دن پہلے اپنے بچے کے ساتھ گولڈن گارمنٹس میں آیا تھا۔ اہم تجارتی مرکز میں واقع یہ دکان بہت بڑی تھی۔ گاہکوں کی بھیڑ تھی۔ سیلز مین مسکرا مسکرا کر گاہکوں کو سلے ہوئے کپڑے دکھا رہے تھے۔ اشفاق کا آٹھ سالہ بیٹا دانیال مختلف سوٹوں کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ پینٹ شرٹ دائیں طرف تھیں۔ سرمئی رنگ کی ایک پینٹ دانیال کو پسند آ گئی تھی۔ سیلز مین اس پینٹ کی تعریفیں کرتے نہ تھکتا تھا۔ پینٹ کے بعد شرٹ کی تلاش کا مرحلہ آیا۔ سیلز مین نے پل بھر میں شرٹوں کا ڈھیر لگا دیا۔ تھوڑی دیر میں ایک شرٹ بھی دانیال کو پسند آ گئی۔ اشفاق دیکھ رہا تھا کہ پینٹ دانیال کو چھوٹی ہو گی۔ سیلز مین دل ہی دل میں کہے جا رہا تھا۔

"سر! پینٹ کا سائز بالکل ٹھیک ہے، آپ بے فکر ہو کر لے جائیے"۔

دانیال کی امی نے پینٹ کا سائز دیکھنے کے لیے اسے دانیال کے ساتھ لگا کر دیکھا۔

"بیٹا دانیال، یہ سائز ٹھیک ہی ہے"۔ دانیال کی امی بولیں۔

اشفاق نے پیسے ادا کیے اور وہ پینٹ شرٹ لے کر دکان سے باہر آ گئے۔ [illegible] دانیال نے گھر

آ کر پینٹ پہنی تو وہ شور مچانے لگا کہ پینٹ اسے تنگ ہے۔ ماموں کی شادی قریب ہے، پینٹ کو جلد از جلد تبدیل کروایا جائے۔ اشفاق نے سوچا کہ کل دفتر سے آتے پینٹ کو تبدیل کروا کر لے آئے گا۔

دفتر سے چار بجے نکل کر وہ گولڈن گارمنٹس میں داخل ہوا تو حسب معمول وہاں بھیڑ تھی۔

سیلز مین بے حد مصروف تھے۔ اس نے کل والے سیلز مین کو مخاطب کیا۔

"بھائی صاحب! میں کل یہ پینٹ لے کر گیا تھا، بچے کو پینٹ تنگ محسوس ہو رہی ہے، آپ دو نمبر بڑا کر پینٹ دے دیں"۔

سیلز مین نے اشفاق کی بات کو سنی ان سنی کر دیا تھا۔ سیلز مین ایک خاتون کو پینٹ شرٹ دکھا رہا تھا۔ اشفاق نے بلند آواز سے کہا:

"بھائی صاحب! میں آپ سے مخاطب ہوں"۔

سیلز مین نے ناگوار انداز میں اشفاق کو گھورتے ہوئے کہا:

"آپ تھوڑی دیر انتظار کریں، میں فارغ ہو کر آپ کی بات سنتا ہوں"۔

سیلز مین نے کب فارغ ہونا تھا۔ ایک کے بعد ایک گاہک آ رہا تھا۔ اشفاق ایک طرف کھڑا یہ سب دیکھ رہا تھا۔ جب کافی دیر ہو گئی تو اشفاق نے پھر سیلز مین کو مخاطب کیا:

"بھائی صاحب! میں کب تک کھڑا رہوں گا، میری بات سنیے"۔

"میں آپ کی بات سنتا ہوں"۔ سیلز مین یہ کہہ کر پھر دوسرے گاہکوں کو پینٹ شرٹ دکھانے لگا۔

اشفاق کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوتا جا رہا تھا۔ وہ اب مزید انتظار کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔ وہ آگے بڑھا اور سیلز مین کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟"۔ سیلز مین نے غصیلے انداز میں کہا۔

"میری بات سنو، میں ایک گھنٹے سے کھڑا ہوں اور تم میری بات سننے کے لیے تیار نہیں ہو"۔ اشفاق کا لہجہ بھی تلخ ہو گیا تھا۔

"میرا ہاتھ چھوڑو ورنہ......"

"ورنہ کیا کرو گے؟"۔ اشفاق نے سیلز مین کی بات بھی پوری نہ ہونے دی تھی۔

"ورنہ اچھا نہیں ہو گا، تمہاری بدمعاشی نہیں چلے گی"۔ سیلز مین نے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا۔

"کون سی بدمعاشی، میں پینٹ تبدیل کروانے آیا ہوں اور تم میری بات سننے کے لیے تیار نہیں ہو"۔ اشفاق نے اتنا کہا تو سیلز مین نے ایک کونے سے بورڈ کی طرف اشارہ کیا، جس پر لکھا تھا کہ "خریدا ہوا مال واپس یا تبدیل نہیں ہو گا"۔ اشفاق نے بورڈ دیکھتے ہوئے کہا:

"پینٹ کا سائز چھوٹا ہے اسے تو تمہیں تبدیل کرنا پڑے گا"۔

"پینٹ کا سائز دیکھ کر لے جاتے، اب یہ تبدیل یا واپس نہیں ہو گی"۔ سیلز مین نے یہ کہہ کر ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ اشفاق کی گرفت سے آزاد کروا لیا۔

"تم لوگوں کو یہ پینٹ واپس یا تبدیل کرنا پڑے گی"۔ اشفاق نے گلا پھاڑ کر یہ کہا تو کاؤنٹر پر بیٹھے مالک حمزہ نے اس کی آواز سن لی۔ وہ کاؤنٹر سے اشفاق کی طرف بڑھا۔

"جی، کیوں شور مچا رہے ہیں؟"۔ حمزہ نے اشفاق کو گھورا۔

"میں کل یہ پینٹ لے کر گیا تھا، اس کا سائز چھوٹا ہے، سائز تبدیل کر دیں"۔ اشفاق کی آواز اب بھی تھوڑی بلند تھی۔

"سیل میں خریدی گئی کسی چیز کو ہم تبدیل نہیں کرتے، یہ ہمارا اصول ہے"۔ حمزہ کی بات سن کر اشفاق نے کہا:

"یہ اصول ٹھیک نہیں، پینٹ کا سائز آپ کو تبدیل کرنا پڑے گا"۔

خوشخبری

لاہور بیسٹیول بک فیئر یکم تا 5 نومبر 2018ء

صبح 10 تا رات 9 بجے تک۔

ایکسپو سنٹر۔ جوہر ٹاؤن لاہور

تمام کتابیں 50% خصوصی رعایت پر

"اکادمی ادبیات" اور ماہنامہ "پھول" سجائیں گے رنگا رنگ کتاب میلہ۔ جس میں آئیں گے روزانہ ہزاروں مرد و خواتین اور بچے۔

☆ ...بچوں اور بڑوں کے پسندیدہ ادیب، شاعر، مزاح نگار، ڈرامہ نگار، دانشور، خطاط، مصور، فنکار، صحافی اور مختلف رسائل کے ایڈیٹرز اور دیں گے "اکادمی ادبیات اطفال" اور "پھول" کے سٹال پر آنے والوں کو کہانی، مضمون، نظم اور ڈرامہ لکھنے کے حوالے سے ٹپس، اپنی کتابوں پر آٹوگراف اور آپ لے سکیں گے ان کے ساتھ سیلفیاں۔

☆ ...تشریف لائیں گی تحریک پاکستان میں حصہ لینے والی شخصیات اور سنائیں گی تحریک پاکستان کے واقعات۔

☆ ...آئے گی "عینک والا جن" کے فنکاروں کی ٹیم اپنے گٹ اپ میں اور دے گی ڈرامے کے مفت پاس اپنے آٹوگراف کے ساتھ۔

☆ ...دستیاب ہوں گی مختلف اصناف ادب کی تربیت اور دیگر موضوعات پر دلچسپ کتابیں۔ خصوصی رعایت اور مصنفین کے آٹوگراف کے ساتھ۔

☆ ...قرعہ اندازی کے ذریعے روزانہ مختلف اداروں کی طرف سے فراہم کردہ ڈھیروں انعامات، تحائف۔

☆ ...ماہنامہ "پھول" کے نئے و پرانے شمارے، ایڈیٹر بھیا کے آٹوگراف کے ساتھ۔

☆ ...گروپ کی شکل میں آنے والے تاریخ اور وقت طے کر کے آئیں اور ملاقات کریں اپنی پسندیدہ شخصیات کے ساتھ۔

☆ ...طلبا و طالبات اور نوآموز لکھاریوں کے لئے بہت کچھ سیکھنے کا موقع ☆ ...بہت سے انعامات حاصل کرنے کا موقع

فروغ مطالعہ اور کتب بینی کے شوق میں اضافے کے لیے کوشاں

محمد شعیب مرزا
ایڈیٹر "پھول"، صدر پاکستان چلڈرن میگزین سوسائٹی
0300-4137820

ماہنامہ پھول۔ 23 کوئنز روڈ۔ لاہور

طنز و مزاح

مسعود حسین آزاد

کوئی حکومت پانچویں موسم کا اضافہ نہیں کر سکی۔

پانچواں موسم

ہم نے جب سے ہوش سنبھالا (واضح رہے کہ ہوش سنبھالنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ پہلے ہم بے ہوش تھے) یہی سنتے اور پڑھتے آئے ہیں کہ ہمارے ملک میں چار موسم ہیں۔ ہر حکومت ترقی کے بلند و بانگ دعوے کرتی رہتی ہے مگر آج تک کسی کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ کم از کم ایک اور موسم کا اضافہ کر لیتی۔ لہٰذا حالت یہ ہے کہ آزادی کا اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود قوم آج تک چار موسموں پر ہی گزارہ کر رہی ہے۔ حکومتوں کی اس غفلت اور لاپرواہی کا از خود نوٹس لیتے ہوئے ہم نے پانچواں موسم دریافت کرنے کا فیصلہ کیا اور چند لمحوں کی طویل ترین عرق ریزی کے بعد ہم نے پانچواں موسم دریافت کر لیا اور اس کا نام رکھا "انتخاب"۔

یہ موسم کئی اقسام اور مراحل پر مشتمل ہے۔ جب یہ موسم پوری شدت سے آئے تو "انتخابات" کہلاتا ہے۔ ہمارے ملک میں اس موسم کے وقت کا تعین کرنا بہت مشکل ہے البتہ اس کی آمد کے آثار ظاہر ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ایک دن آپ صبح سویرے چہل قدمی کیلئے باہر کسی شاہراہ پر نکلتے ہیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ شاہراہ پر لگے سٹریٹ لائٹ کے کھمبے پر بڑے بڑے پوسٹر لٹک رہے ہیں جن پر کسی نہ کسی بندے یا بندی کی تصویر ہوگی۔ یہی بندہ یا بندی امیدوار کہلاتے ہیں جو ہر کھمبے پر لٹک رہے ہوتے ہیں یعنی ان کے پوسٹر۔ کئی پوسٹر یا پورٹریٹ تو اتنے بڑے بڑے ہوتے ہیں کہ اگر غور سے دیکھا جائے تو شاید چاند پر سے بھی نظر آ جائیں۔ اپنے آپ کو مشہور کرنے کیلئے یہ امیدوار کپڑے کے بڑے بڑے بینرز بھی استعمال کرتے ہیں۔ جو کئی تو اتنے بڑے ہوتے ہیں کہ صرف ایک بینر کے کپڑے سے ہمارے کم از کم تین سوٹ با آسانی تیار ہو سکتے ہیں۔ جو ہمیں کئی سالوں تک کفایت کر سکتے ہیں۔ ان اشتہارات پر مختلف نعرے تحریر بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً آپ کے ووٹ کا صحیح حقدار فلاں ابن فلاں۔ گویا اس امیدوار کے نزدیک دیگر تمام امیدوار ناجائز حقدار ہوتے ہیں۔ کسی اشتہار پر یہ شعر درج ہوگا۔

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہین ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

یہ الگ بات ہے کہ اس امیدوار کی اپنی نظر قصر سلطانی یعنی ایوان اقتدار پر ہی ہوتی ہے پہاڑوں پر نہیں۔ کچھ امیدوار مذہب کا سہارا لیتے ہوئے لکھواتے ہیں "انشاء اللہ مدد آ پہنچی اور فتح قریب ہے"۔ گویا یہ امیدوار کسی بڑے جہاد میں کفار سے برسر پیکار ہے۔ پوسٹر وغیرہ میں

امیدوار کی بڑی تصویر کے ساتھ کسی کونے کھدرے میں آپ کو قدرے چھوٹی چھوٹی تصویریں بھی نظر آئیں گی ان تصویروں والوں کو اردو میں حمایتی اور انگریزی میں سپورٹرز کہتے ہیں۔ ان کے بغیر امیدوار کی انتخابی دیگ پکنی تقریباً مشکل ہوتی ہے۔ بعض سپورٹرز امیدوار کے حق میں حد سے گزر جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک سپورٹر نے اپنے امیدوار کے حق میں پوسٹر چھپوایا تو اس میں لکھا "ایماندار، دیانتدار، قوم کا بے لوث خدمت گار، غریبوں کا غمگسار، کرپشن کی پکڑ، جھوٹ سے بیزار" وغیرہ وغیرہ۔ سپورٹر نے یہ اشتہار جب اس متعلقہ امیدوار کو دکھایا تو اس نے حیرانگی سے پوچھا "یہ میرے اشتہار میں تم نے کس کی اوصاف لکھوا دی ہیں؟"۔ سپورٹر بولا "جناب آپ ہی کی تو ہیں"۔ امیدوار نے کہا "وہ تو ٹھیک ہے مگر میرے علاوہ ان پر یقین کون کرے گا"۔

اس موسم کی دوسری علامت یہ ہے کہ آپ کام پر یا سفر پر جانے کیلئے گھر سے نکلتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ بس اسٹاپ پر لوگوں کا ہجوم ہے۔ لوگ گاڑیوں کیلئے مارے مارے پھر رہے ہیں اور خوار ہو رہے ہیں مگر گاڑیاں دستیاب نہیں تو سمجھ لیں کہ انتخاب کا موسم آ گیا۔ کیونکہ ان دنوں سرکار اپنی ضرورتوں کیلئے گاڑیوں کی پکڑ دھکڑ شروع کر دیتی ہے۔ بعض نا سمجھ لوگ حکومت کی اس حرکت پر اعتراض کرتے ہیں جو کہ سراسر زیادتی ہے۔ کیونکہ حکومت یہ کام قومی مفاد میں کرتی ہے اور سڑکوں پر لٹنے اور خوار ہونے والے لوگ قوم نہیں ہوتے۔ موسم انتخابات میں ایک مرحلہ انتخابی نشانات کا ہوتا ہے۔ کسی کو عوام کا سینہ چھلنی کرنے کیلئے تیر دے دیا جاتا ہے تو کسی کو چیتے اور ببر شیر عوام پر چھوڑنے کیلئے شیر دے دیا جاتا ہے اور کسی کو عوام کے "چھکے" چھڑانے کیلئے بلا دے دیا جاتا ہے۔ انتخابی نشانوں میں ایک نشان چاند کا ہوتا ہے جو عموماً آزاد امیدوار کو ملتا ہے۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں (سب میں ہم بھی شامل ہیں) کہ چاند کی اپنی روشنی نہیں ہوتی بلکہ وہ سورج کی روشنی کا محتاج ہوتا ہے اسی اصول کے تحت آزاد امیدوار بھی اکثر اوقات اس جماعت سے جا ملتا ہے جو حکومت بنانے کے قابل ہو جائے۔ دوسری بات یہ کہ جس امیدوار کو چاند ملتا ہے اس کی یہ پوری کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے اس نشان کو زیادہ سے زیادہ بلندی پر نہ صرف لٹکائے بلکہ کسی نہ کسی طرح اس کا یہ چاند روشن بھی ہو۔ لہٰذا بڑی بڑی عمارتوں کی چھتوں اور کھمبوں پر اس علامتی چاند کو ٹانکا جاتا ہے۔ یہ صورتحال اگر عید الفطر کے دنوں میں ہو تو انتہائی حساس اور پیچیدہ ہو جاتی ہے کیونکہ انہیں دنوں میں رویت ہلال کمیٹی والے اصلی چاند کی تلاش میں سرگرداں ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں اندیشہ ہے کہ وہ علامتی چاند کو حقیقی سمجھ کر عید الفطر کا اعلان نہ کر دیں اور قوم افطاری سے پہلے روزہ رکھنے کے بعد دوسرے دن نماز عید کیلئے عید گاہ میں جمع ہو جائے۔ یہ چونکہ انتہائی حساس اور نازک معاملہ ہے لہٰذا ہم حکومت کو مشورہ دیں گے کہ وہ عید الفطر کے دنوں میں انتخابات نہ کرائے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو کم از کم رویت کے دنوں میں عید الفطر کو ذرا آگے کر دے۔ ہمیں یقین ہے کہ ہماری پارلیمنٹ اور برسر اقتدار حکومتوں کیلئے ایسا کرنا مشکل نہیں۔ انتخابی

ہمارے ہاں جعلی ڈگریوں والوں کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔

بجلیوں میں ایک نقصان لوٹے کا ہے۔ اب اسے لوٹے کی بدقسمتی سمجھئے کہ کوئی بھی امیدوار اسے خوشی سے قبول نہیں کرتا حالانکہ لوٹے میں کوئی عیب نہیں بلکہ اس کی اہمیت اور افادیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ یہ پہلے صرف گھروں اور مسجدوں میں پایا جاتا تھا مگر اب پارلیمنٹ اسمبلیوں میں بھی لگایا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ اب آئے دن اسمبلیوں میں لوٹے کی بازگشت بار بار سنائی دیتی ہے۔

لوٹا کیوں نہ کرے رشک اپنی قسمت پہ
بیت الخلا سے چلا تو اسمبلی تک پہنچا

اس موسم کا ایک مرحلہ ووٹنگ کا ہوتا ہے حکومت وقت اپنا شخصی اور اخلاقی فریضہ نبھاتے ہوئے اپنی مرضی کے مطابق بھرے بھرائے بیلٹ بکس پولنگ اسٹیشنوں پر رکھتی ہے تاکہ ان میں کوئی کمی بیشی رہ گئی ہو تو عوام بھی اپنی مرضی کے کچھ ووٹ ڈال سکیں۔ حکومت کا یہ اقدام سراسر نیک نیتی اور قومی مفاد پر مبنی ہوتا ہے۔ دوسری طرح کہ حکومت ووٹوں کے حوالے سے عوام کو سہولت دیتی ہے تاکہ عوام پر ووٹوں کا بوجھ زیادہ نہ پڑے لیکن افسوس یہی انتہائی دکھ کا مقام ہے کہ کچھ لوگ حکومت کے اس عوام دوست اقدام کو دھاندلی کا نام دے دیتے ہیں۔ خدا ان کو ہدایت دے کیسی ناسمجھی کی بات کرتے ہیں۔

اب تو مردے بھی ووٹ ڈال جاتے ہیں۔

ہمارا ملک اس حوالے سے خوش قسمت ہے کہ یہاں حقیقی اور خالص جمہوریت پائی جاتی ہے۔ یہاں آپ جعلی ڈگری پر الیکشن جیت کر وزیر بن سکتے ہیں۔ جب تک آپ کی جعلی ڈگری کا بھانڈا پھوٹے گا اور آپ کے خلاف فیصلہ آئے گا اس وقت تک آپ اپنی مدت پوری کر چکے ہیں کہ آپ کے خلاف فیصلہ آ بھی جائے تو آپ کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ

ابتدائی نتائج میں ہارنے والے سرکاری نتائج میں بھاری اکثریت سے جیت جاتے ہیں۔

ہمارے ہاں جعلی ڈگری والوں کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے بلکہ زیادتی کی جاتی ہے۔ بھلا آخر یہ کون سی کرپشن یا بددیانتی ہے جو صرف جعلی ڈگریوں والے ہی کر سکتے ہیں۔ جعلی ڈگری والوں کو بھی موقع ملنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ کرپشن کے حوالے سے ان کی کارکردگی اصل ڈگری والوں سے بھی بہتر ہو۔ بہرحال ان کے تحفظ کیلئے کوئی قانون سازی ہونی چاہیے۔

خالص جمہوریت کی دوسری مثال یہ ہے کہ ہمارے ہاں مردوں کو بھی ووٹ ڈالنے کا حق حاصل ہے۔ آپ نے الیکشن کے دنوں میں یہ ضرور سنا ہوگا کہ فلاں حلقے میں مردوں نے بھی ووٹ ڈالے۔ البتہ یہ بات مجھ سے بالاتر ہے کہ یہ کام عملی طور پر کس طرح ممکن ہے کیونکہ آج تک کوئی ایسی شہادت دستیاب نہیں جس نے مردہ کو قبر سے نکل کر آتے ہوئے اور ووٹ ڈال کر واپس قبر میں جاتے ہوئے دیکھا ہو۔ ہمارا ذاتی خیال یہ ہے کہ امریکیوں نے اسامہ بن لادن کے حوالے سے ایبٹ آباد آپریشن کے دوران جو ٹیکنالوجی استعمال کی تھی کہ باعزت طریقے سے آئے، سکون سے آپریشن کیا اور باعزت طریقے سے واپس چلے گئے۔ آتے ہوئے کسی کو نظر آئے اور نہ جاتے ہوئے، ہم سمجھتے ہیں کہ شاید مردے بھی وہی ٹیکنالوجی استعمال کرتے ہوں گے، چپکے سے آئے، ووٹ ڈالا اور واپس چلے گئے۔ کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہوئی۔ ظاہر ہے کہ جب امریکیوں کے اتنے بڑے بڑے ہیلی کاپٹر اور ان میں سوار زندہ انسان کسی کو نظر نہیں آسکے اور نہ ہی ہیلی کاپٹروں کی آوازیں سنائی دے سکی ہیں تو پھر بے جان اور بے آواز مردوں کا نظر نہ آنا کون سے تعجب کی بات ہے۔ بہرحال اس حوالے سے تو الیکشن کمیشن کا کوئی ماہر افسر ہی بتا سکتا ہے کہ یہ مردہ ووٹ کا گھوڑا کیسے روانہ ہوتا ہے۔ جعلی ڈگری اور مردہ ووٹ کو سیاسی زبان میں جمہوریت کا حسن بھی کہتے ہیں۔

ووٹنگ کے بعد اہم اور نازک ترین مرحلہ نتائج کو "ترتیب" دینا ہوتا ہے۔ نتائج دو قسم کے ہوتے ہیں ایک ابتدائی نتائج اور دوسرے حتمی نتائج۔ ابتدائی نتائج وہ ہوتے ہیں جو گنتی کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ دونوں نتائج کے درمیان جو فرق ہے اس کو سمجھنے کیلئے ہم ایک مثال پیش کرتے ہیں۔ فرض کیجئے ابتدائی نتائج کے مطابق چوہدری اللہ دسایا اپنے حریف سے کئی ہزار ووٹ زیادہ لے کر جیت جاتا ہے مگر جب حتمی نتیجہ آتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ چوہدری اللہ دسایا بہت بری طرح ہار چکا ہے اور اس کا حریف اپنے حلقے کے ووٹروں کی کل تعداد سے بھی کئی گنا زیادہ ووٹ لے کر بھاری اکثریت سے جیت چکا ہے۔

نتائج کے بعد ایک سیاسی بازار یا منڈی سی لگتی ہے۔ اس منڈی میں جن چیزوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے ان کا ذکر کرنا نامناسب اور خلاف سیاست ہے، لہٰذا ہم اس سے گریز کرتے ہیں۔ اس خرید و فروخت کے بعد ایک جمہوریت نما قسم کی حکومت جیسی کوئی چیز قائم ہوتی ہے۔ اس حکومت کے قائم ہوتے ہی ہمارے اس مضمون کی طرح موسم انتخاب بھی یا یوں اس موسم بھی اپنے اختتام کو پہنچ جاتا ہے۔

☆☆☆

پاکستان یوکرائن دوستی

کوکب علی

یوکرائن کی سیاحت

مئی سے اکتوبر۔ چھٹیوں اور سیر و سیاحت کا موسم

اصطلاح گرمی کے آغاز اور خزاں کی شروعات سے کچھ پہلے یوکرائن کے موسم کے لیے استعمال کی جاتی ہے، جو کہ عام طور پر فراغت اور خوشی سے تعبیر کی گئی ہے، یکم مئی کو گرمی کے آغاز کی علامت سمجھا جاتا ہے، اور پھر جون سے مختلف ممالک سے آنے والے سیاحوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو اگست کے اواخر تک جاری رہتا ہے۔
مجموعی طور پر یوکرائن کے 459 شہروں میں سے اوڈیسا کو اس کی خوبصورتی کے حوالے سے بنیادی اہمیت حاصل ہے، اور موسم گرما میں ہونے والی سیاحت یوکرائن کی معیشت پر گہرا اور مثبت اثر ڈالتی ہے۔

Black sea پر مختلف ممالک سے آئے ہوئے افراد کا ایک جم غفیر دکھائی دیتا ہے۔ مختلف یوکرائنی ٹورسٹ کمپنیاں ان سیاحوں کی رہنمائی کے لیے خصوصی انتظامات کرتی ہیں اور خاص طور پر انگریزی بولنے اور سمجھنے والے افراد ان کا حصہ ہوتے ہیں اور سمندر کے سفر کے شوقین لوگ نہ صرف فیری کی سیر کرتے ہیں بلکہ ان لمحات کو کیمرے کی آنکھ میں محفوظ کرتے ہوئے بھی پائے جاتے ہیں۔ فیری کا یہ سفر عموماً اوڈیسا پورٹ سے آرکیڈیا بیچ تک ہوتا ہے۔۔۔ جہاں پر ایک خوبصورت ساحل ہے اور لہروں سے کھیلنے والے عموماً سرفنگ کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، یہاں خرید و فروخت کے لیے مختلف دکانوں کا ایک لاتعداد سلسلہ ہے، اور اوپن ایئر ریسٹورنٹ موسم کے لطف کو دوبالا کرتے ہیں۔۔۔ اوڈیسا پورٹ پر بحری جہاز آ کر لنگر انداز ہوتے ہیں اور کچھ کا عملہ ایک نامعلوم مدت تک سفر پر جانے کے لیے تیار نظر آتا ہے، یہیں ماں اور بچے کا ایک مجسمہ نصب ہے جن کی آنکھیں تاحد نگاہ پھیلے سمندر میں کچھ تلاش رہی ہیں؛ یہ آنکھیں خوشی، انتظار، امید اور کرب کی علامت دکھائی دیتی ہیں۔

مئی سے اکتوبر کے دوران سیاحوں کی بڑی تعداد یوکرائن کا رخ کرتی ہے۔

سمندر کی طرف آنے کے لیے سیڑھیوں کا ایک نہایت وسیع سلسلہ موجود تھا جو آنے اور جانے والوں کو تھکن سے دوچار کر دیتا تھا جو Potemkin Stairs کے نام سے جانا جاتا ہے مگر گزشتہ برس ترکی کے تعاون سے Istanbul Park کی تعمیر کی گئی ہے، چٹانوں اور جھاڑیوں کو کاٹ کر تقریباً چار منزلوں پر مشتمل یہ پارک نہ صرف خوبصورتی کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہے بلکہ سمندر کی طرف جانے کے لیے ایک ہموار رستہ بھی تعمیر کیا گیا ہے جس کی وجہ سے آنے جانے والوں کو آسانی ہو گئی ہے، یہیں پر کچھ فاصلے پر مختلف اشیاء کے سٹالز دکھائی دیتے ہیں، چائے، کافی، آئس کریم، لباس، زیورات، کھلونے اور سیپیوں سے بنی ہوئی عمدہ چیزیں وافر تعداد میں نظر آتی ہیں اور، Odessa Hotel جو سمندر کنارے واقع ہے میں سیاحوں کی رہائش کا بہترین انتظام کیا جاتا ہے، اور یہیں

ساحل سمندر پر کھانے پینے اور خریداری کے لیے وسیع شاپنگ مال موجود ہے۔

پاس ہی Daribasivskaya street ہے جو شہر کا وسط کہلاتی ہے اور موسموں کی قید سے بالاتر یہ جگہ ہر وقت پر رونق رہتی ہے۔ یہاں شاپنگ مالز ہیں، خواتین کے لیے پارلرز ہیں، کاسمیٹکس، گفٹ شاپس، اور ریسٹورنٹ ہیں، اسی جگہ پر علی بابا کے نام سے ترکش حلال کھانے کے ریسٹورنٹ موجود ہیں، جن سے اٹھتی کبابوں کی بھینی بھینی خوشبو آنے جانے والوں کا دل موہ لیتی ہے، یہاں پر سیاحوں کو اس جگہ کی سیر کرانے اور ان کو مختلف عمارات کے بارے میں بتانے کے لیے خصوصی بس سروس کی سہولت موجود ہے، اوپرا ہال کے بارے میں آگاہ کیا جاتا ہے جو اوڈیسا کا پرانا اور مشہور تھیٹر ہال ہے اور اس میں 1636 افراد کے بیٹھنے کی جگہ موجود ہے، شہر کے اس حصہ کی سیر کے دوران راستے میں بہت سے افراد اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، رنگوں سے کھیلنے والے، میوزک کی دھنیں بجانے والے، کارٹونز کے انوکھے کردار، وغیرہ اور ساتھ ہی ساتھ شہر گھڑ سواری کے شوقین افراد گھڑ سواری کرتے ہیں جبکہ چھوٹے بچے پونی پر بیٹھنا پسند کرتے ہیں۔

یوکرائن کا ایک مشہور بازار 7kilometer بھی ہے، جس پر اوڈیسا اور دیگر شہروں کی تجارت کا انحصار ہے، اور جہاں سے ضرورت کی ہر چیز، ہر دام پر دستیاب ہے، privoz market بھی اسی شہر میں واقع ہے اور زیادہ تر حلال کھانے کی بھی اشیاء یہاں سے مل جاتی ہیں۔
یوکرائن کے رہائشی ایک سرویا 80ء کی دہائی میں یوکرائنی بحری جہاز کے عملے میں شامل تھے، پاکستان کے حوالے سے اپنی خوبصورت یادوں کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ اکثر یوکرائن سے پاکستان کام کے سلسلے میں جایا کرتے تھے، یوکرائن میں پاکستانی کینو اور بکرا کی بڑی مانگ تھی، جب بھی پاکستان آنا ہوتا تو وہ رکشہ کی سواری ضرور کیا کرتے تھے اور

حلال کھانے وہاں وافر دستیاب ہیں۔

پاکستانی ورزیوں کی سلائی ان کو بہت پسند تھی۔ کراچی شہر ان کی یادوں کا خوبصورت حصہ بن گیا ہے۔ پاکستان میں بھی سیاحت کو فروغ دیا جانا چاہیے، پاکستان کے دریا، صحرا، پہاڑ، سب ہمارے ملک کے حسن کا حصہ ہیں۔ موہنجوداڑو، ہڑپا، ٹیکسلا سے ہماری تہذیب وابستہ ہے، اسی سے ہماری پہچان ہے، لاہور کا انارکلی، پشاور کا قصہ خوانی بازار اور شمالی علاقہ جات، سوشل میڈیا کے اس دور میں پاکستان کا یہ رخ بھی دنیا کے سامنے پیش کیجیے، تصاویر، ویڈیوز، ڈاکومنٹری فلم کے ذریعے نئے سرے سے پاکستان کے خوبصورت مقامات کا حسین چہرہ دنیا کے سامنے لائیں، پاکستان کا ہنر، کھانے اور فنون لطیفہ کے رنگ دکھائیں اور اس کے لیے ضروری ہے کہ آپ خود ان مقامات پر جائیں اور اپنی آواز دنیا تک پہنچائیں، اس سلسلے میں محکمہ سیاحت کو چاہیے کہ کچھ ایسے انتظامات کرے کہ لوگ آتے ہوئے گھبرانے کے بجائے خوشی کا اظہار کریں اس طرح نہ صرف پاکستان کی معیشت بہتر ہوگی، بلکہ دوسری اقوام سے تعلقات میں بھی اہم آہنگی آئے گی۔۔۔ پاکستان سے جاتے ہوئے ناران، کاغان اور ایبٹ آباد کے پر فضا مقامات آنے والوں کی یادوں کا حصہ ہوں اور جب بھی یوکرائن آیا ہو تو ساحلوں سے خوبصورت سیپیاں اپنے ساتھ لے جانا مت بھولیے گا۔

☆☆☆

2018ء

لاہور والے ہو جائیں تیار

بچوں کا کتاب گھر کی تمام کتابیں اور اشتیاق احمد کے ناول خصوصی ڈسکاؤنٹ کے ساتھ حاصل کرنے کے لیے تشریف لائیے۔

1 تا 5 نومبر 2018ء جمعرات تا سوموار پیر

ایکسپو سنٹر، جوہر ٹاؤن لاہور روزانہ صبح 10 تا رات 9 بجے

بچوں کا کتاب گھر کے قارئین کے لیے خوش خبری... گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی ایکسپو بک فیئر میں ہم نے اپنے قارئین کے لیے اسٹال کا اہتمام کیا ہے۔ جہاں بچوں کا کتاب گھر کے اسٹال پر آپ بچوں کے مقبول و معروف ادیبوں کی دل چسپ، سبق آموز اصلاحی کہانیوں پر مشتمل رنگین کتابیں بھی حاصل کر سکیں گے۔

بچوں کے عظیم ناول نگار اشتیاق احمد کے پرانے اور نئے ناول بھی دستیاب ہوں گے۔

بچوں کا کتاب گھر کے اسٹال پر آئیے... 20,000 روپے کے انعامات پائیے

جی ہاں... ! بچوں کا کتاب گھر کا اسٹال وزٹ کرنے والے 3 خوش نصیبوں کو 20 ہزار روپے تک کے **انعامات** دیے جائیں گے۔

پہلا انعام	-/5,000 روپے نقد بمع پانچ ہزار روپے کی کتب
دوسرا انعام	-/3,000 روپے نقد بمع تین ہزار روپے کی کتب
تیسرا انعام	-/2,000 روپے نقد بمع دو ہزار روپے کی کتب

شرائط و ضوابط

☆ اس قرعہ اندازی میں شامل ہونے کے لیے "ایکسپو بک فیئر 2018 انعامی کوپن" پُر کر کے بچوں کا کتاب گھر کے اسٹال پر جمع کروانا ضروری ہے۔ کوپن آپ بچوں کا کتاب گھر کے اسٹال سے حاصل کر سکیں گے۔
- انعامی کوپن 1 تا 5 نومبر ایکسپو سنٹر لاہور میں روزانہ صبح 11 تا رات 9 بجے جمع کروایا جا سکے گا۔
- انعام یافتگان کا فیصلہ بذریعہ قرعہ اندازی کیا جائے گا۔
- کمیٹی کا فیصلہ حتمی ہو گا جس پر اعتراض قابل قبول نہیں ہو گا۔
- انعام یافتگان کا اعلان ماہنامہ "پھول" کے تازہ شمارے میں کیا جائے گا۔

ملاقات، آٹو گراف کا سنہری موقع... اسٹال پر آپ اپنے مدیر بھیا محمد فہیم عالم، نذیر انبالوی اور معروف ناول نگار محمد عرفان رامے سے بھی ملاقات کر سکیں گے۔

تمام تر تفصیلات اور ایکسپو بک فیئر میں مکتبہ اقرأ کے اسٹال پر تشریف لانے کے لیے رابطہ کیجیے
0300 4611953

21-F ... اردو بازار لاہور

خط و کتابت کا پتا

تو پھر کون کون آرہا ہے... بچوں کا کتاب گھر کے اسٹال پر...؟

حکیم محمد سعیدؒ کی زندگی پر ایک نظر

عبدالرحمن ساجد

کیوں کو میں سینچے کا لہو دے کے چلا ہوں
برسوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی
یمن کے شہر کیا گ سے حکیم محمد سعیدؒ کے آباؤ اجداد کا تعلق تھا جو کر سترھویں صدی کے آغاز میں ہجرت کر کے پشاور منتقل ہو گئے۔ اور اٹھارویں صدی کے دوسرے عشرے میں آپ کے خاندان نے دہلی کی طرف ہجرت کر لی۔ 1883 میں آپ کے والد حافظ حکیم عبدالمجید کی پیدائش ہوئی۔ حکیم محمد سعید 9 جنوری 1920ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ 2 برس کی عمر میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ 9 جنوری 1948ء کو حکیم محمد سعید پاکستان آ گئے اس لیے کہ وہ پاکستان کو دنیا کی سب سے بڑی مسلم طاقت بنانا چاہتے تھے۔ کراچی آ کر 50 روپے ماہانہ پر ایک دکان اور ساڑھے 12 روپے ماہانہ پر فرنیچر کرائے پر لے کر اپنے کام کا آغاز کیا۔ پھر ناظم آباد میں المجید سنٹر کی بنیاد ڈالی جس نے ہمدرد فاؤنڈیشن کی راہ ہموار کی۔ حکیم محمد سعید نے اس ادارے کو بھی خدمت کے لیے باقاعدہ وقف کر دیا یعنی ادارے کا منافع خدمت خلق کے لیے وقف کر دیا گیا۔ طب یونانی کا فروغ اور اسے درست مقام دلوانا حکیم محمد سعیدؒ کی زندگی کا اہم مشن رہا۔ حتیٰ کہ حکیم محمد سعیدؒ کی محنت سے ہمدرد یونیورسٹی کراچی کا قیام 28 اگست 1991ء میں عمل میں آیا۔ جس میں بے شمار ادارے، کالج آف میڈیسن و ہیلتھ سائنسز 1994ء اور حکمت کالج 1995ء، ہمدرد ولیج اسکول 1997ء کا آغاز ہوا۔

حکیم محمد سعیدؒ کی شخصیت عہد ساز تھی۔ ان جیسا شخص

صدیوں بعد پیدا ہوتا ہے۔ اب خدا ہی جانے حکیم محمد سعید جیسا باعث قوم وطن اور چمن کا دیدہ ور آئے گا کہ نہیں؟ حکیم محمد سعید نے عملی زندگی کے بے شمار میدانوں میں بے مثال خدمات سرانجام دیں مگر ان کی زندگی کا بنیادی تشخص فن طب تھا۔ انہوں نے جس طرح طب مشرقی کے معالج کی حیثیت سے مریضوں کی خدمت کی، طب کو فروغ دیا اور دنیا بھر میں طب مشرقی کا بول بالا کیا اس پر وہ بجا طور پر "محسن طب" قرار پائے ہیں۔

"اس سے قبل کہ آپ ہمیں ماریں، کیوں نہ ہم آپ کو قتل کر دیں" یہ وہ دھمکی تھی جو حکیم محمد سعیدؒ کو ان کی شہادت کے چند روز قبل موصول ہوئی تھی۔ جس کا پس منظر یہ ہے کہ ایک بیان میں انہوں نے کہا تھا کہ جو پاکستان کی بقا کے دشمن ہیں انہیں گولی مار دینی چاہیے۔ نہایت امن پسند اور نرم مزاج حکیم محمد سعید نے یہ بیان پاکستان کی محبت میں دیا تھا جو پاکستان کے نام پر ہر وقت قربان ہونے کو تیار تھے اور اسی کے لیے بھارت میں نہایت سکون اور آرام کی زندگی کو خیرباد کہہ دیا تھا۔ حتیٰ کہ 17 اکتوبر 1998ء کو وہ دن بھی آ گیا جب ملک دشمنوں نے انتہائی شفیق اور غمسار انسان کو دن دیہاڑے شہید کر دیا۔ ان کے قتل کے الزام میں لوگ پکڑے بھی گئے مگر حکمرانوں کی نااہلی کی وجہ سے آج تک دندناتے پھر رہے ہیں۔

☆☆☆

معروف صنعتکار و سماجی رہنما

میاں محمد نعیم شیخ رح

ان کی وفات نے سب کو سوگوار کر دیا

محمد شعیب مرزا

پاکستان ہر لحاظ سے زرخیز ملک ہے۔ قدرتی وسائل کے ساتھ یہاں ایسی شخصیات بھی بڑی تعداد میں موجود ہیں جنہوں نے اپنی محنت سے اپنا منفرد مقام بنایا نمایاں کامیابیاں حاصل کیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ خزانوں کو فراخدلی سے مستحق اور ضرورت مندوں میں تقسیم کرنا شروع کر دیا۔

معروف صنعتکار و سماجی رہنما میاں محمد نعیم شیخ کا شمار بھی ایسی ہی شخصیات میں ہوتا تھا۔ وہ 7 نومبر 1946ء میں چنیوٹ میں پیدا ہوئے۔ وہیں سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ ان کے خاندان کے دیگر افراد کا کاروبار کراچی میں تھا اس لئے ان کے والد اپنے اہل خانہ کے ساتھ کراچی منتقل ہو گئے۔ ان کی دادی جان نے ان کے والد صاحب کو کاروبار کے لئے 1200 روپے دیئے۔ ان کے والد نے محنت سے اپنا کام شروع کیا۔ ابتداء میں وہ کھالوں کو نمک لگا کر بیچا کرتے تھے۔ پھر ترقی کرتے کرتے انہوں نے اپنی فیکٹری لگائی۔ بعد میں وہ لاہور منتقل ہو گئے۔

میاں نعیم شیخ نے کراچی میں سندھ مدرسۃ الاسلام جہاں سے قائداعظمؒ نے تعلیم حاصل کی تھی وہاں سے میٹرک کیا۔ اس کے بعد آدم جی سائنس کالج سے بی ایس سی کی۔ 1965ء میں وہ اپنے والد صاحب کے ساتھ کاروبار میں شریک ہو گئے۔ انہوں نے بیرون ملک سے بھی تربیت حاصل کی۔

محنت، دیانت داری اور وعدے کی پاسداری ان کے ادارے کی خاص شناخت تھی۔ کاروبار ترقی کرتا رہا پھر وہ وقت بھی آیا کہ وہ چمڑہ تیار کر کے دنیا کے 65 ممالک کو بھجوانے لگے۔ لیدر کے ساتھ انہوں نے کیمیکل تیار کرنے والی فیکٹری بھی لگائی اور کیمیکل بھی مختلف ممالک میں بھجوایا جانے لگا جس سے پاکستان کو قیمتی زرمبادلہ حاصل ہونے لگا۔ جرمنی، اٹلی اور سویڈن وغیرہ کے اشتراک سے کاروبار کو مزید فروغ دیا۔ دیانت داری اور وعدے کی پاسداری میں وہ نفع و نقصان کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ ایک بار انہوں نے سویڈن کی ایک کمپنی کو مال سپلائی کرنے کا معاہدہ کیا۔ لیکن اس دوران خام مال کے نرخ بڑھ گئے لیکن وہ پرانے نرخ پر ہی مال سپلائی کرتے رہے۔ سویڈن کی کمپنی نے کہا بھی کہ آپ قیمت میں اضافہ کرلیں لیکن انہوں نے کہا کہ ہم معاہدے کے مطابق مقررہ نرخ پر مال فراہم کرنے کے پابند ہیں اس لئے ہم طے شدہ نرخ پر ہی مال سپلائی کریں گے۔ یہ وہ خصوصیات ہوتی ہیں جن کی بنا پر اداروں کی ساکھ بنتی ہے اور مالکان کی اصول پسندی ظاہر ہوتی ہے۔ ان کے خاندان کے افراد کے دو گروپ لیدر انڈسٹری میں لیڈنگ کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان میں ایک صدیق گروپ اور دوسرا شفیع گروپ ہے۔ ان دونوں اداروں کی برآمدات کا حجم تقریباً

ان کے والد نے صرف 1200 روپے سے کاروبار کا آغاز کیا تھا۔

پیارے بچو!
یہ ہمارا گھر ہے
ہوں۔۔ میں ہوں شہد کی مکھی
پیارے بچو! میں اللہ کے حکم سے
آپ کیلئے مزیدار شہد بناتی ہوں
آؤ میں تمھیں اپنی دنیا کی سیر کراؤں۔۔
1
2
3
4
5
6
7
8
9
تھوڑے سے ملازم
ہمیں گارڈنز بہت پسند ہیں
ہم پھولوں سے رس چوستی ہیں
اور اپنے گھر میں جمع کرتی ہیں
آہستہ آہستہ ہمارا گھر شہد سے بھر جاتا ہے
مگر ہم ہمیشہ آپ کیلئے شہد جمع کرتی رہتی ہیں
پیارے بچو!
شہد جمع کرنا
بہت محنت والا کام ہے
اور ہمارے لئے
نیا گھر بنا دیتے ہیں
پورے پاکستان میں شہد کی
ڈسٹری بیوشن کیلئے رابطہ کریں
0321 4439150
سکول کینٹین کیلئے
خصوصی ڈسکاؤنٹ
8gm
شہد بیری Rs.20
8gm
شہد چاکلیٹ Rs.15
8gm
شہد پھلائی Rs.10
SUNDAY OPEN
الطیبہ انٹرنیشنل
0423 7800917
0321 9778200
info@altaiba.com
www.altaiba.com
الطیبہ انٹرنیشنل
لاہور
اسلام آباد
گجرات

ارب روپے سالانہ ہے۔

میاں محمد نعیم شیخ اور ان کے خاندان کے افراد پر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا تو انہوں نے غرور و تکبر کے بجائے عاجزی و انکساری اور دولت جمع کرنے کی ہوس کے بجائے مخلوق خدا کی خدمت کو اپنا شعار بنا لیا۔ موجودہ دور میں جب پیسے کی لالچ میں بہن

ان کا کہنا تھا کہ صنعت کاروں کو تعلیم کے فروغ کے لئے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

بھائی حتیٰ کہ بچے اپنے والدین کی جانوں کے دشمن بنے ہوئے ہیں اس خاندان میں اتحاد و اتفاق مثالی ہے۔ بڑوں کا احترام ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونا' ملازمین سے اچھا برتاؤ ان کی خصوصیت ہے۔ ان کے خاندان کے تمام افراد نے مل کر صدیق شفیع ٹرسٹ کی بنیاد رکھی اور پاکستان بھر میں تقریباً ایک سو تعلیمی ادارے قائم کیے۔ اس حوالے سے ''اقراء پراجیکٹ'' خاص اہمیت کا حامل ہے جس میں طلباء و طالبات کو مفت تعلیم کے علاوہ یونیفارم اور کتابیں بھی مفت فراہم کی جاتی ہیں۔

ان اداروں میں پسماندہ علاقوں کے نہایت غریب بچے زیر تعلیم ہیں اور بڑی تعداد فارغ التحصیل ہو کر معاشرے میں اپنا مثبت کردار ادا کر رہی ہے۔ میاں محمد نعیم شیخ اپنے آبائی شہر چنیوٹ کو نہیں بھولے۔ یہاں انہوں نے بہت سے تعلیمی اداروں کی سرپرستی کی۔ گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج اور طالبات کے لئے بہترین ہاسٹل تعمیر کروا کے محکمہ تعلیم کے حوالے کیا۔ پچیس سال سے زائد عرصے سے عائشہ میموریل پبلک ہائی سکول چلا رہے ہیں۔ یہ سکول انہوں نے

میاں محمد نعیم شیخ' سادہ طبیعت کے مالک مخیر اور دردمند انسان تھے۔

چنیوٹ میں اپنے آبائی گھر میں قائم کیا جہاں سے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء و طالبات اب ڈاکٹر' انجینئر' آئی ٹی سپیشلسٹ وغیرہ بن چکے ہیں اور اچھے عہدوں پر فائز ہو چکے ہیں۔ مجھے خود کئی سال تک اس سکول کی سالانہ تقریب تقسیم انعامات میں بطور مہمان شرکت کا موقع ملا ہے۔ اس سکول کے بچوں کی صلاحیتیں، اساتذہ کی محنت اور انتظامیہ کی سرپرستی و تعاون مثالی ہے۔ خوبصورت عمارت اور

وہ کئی دینی' تعلیمی' سماجی اور ادبی اداروں کی سرپرستی کرتے تھے۔

بہترین سائنس لیبارٹری کے علاوہ لائبریری بھی موجود ہے۔ تقریب میں شرکت کرنے والے مہمانوں کی چنیوٹ کی سوغات کہہ سے تواضع کی جاتی اور وہاں کی خاص برفی اور مٹھائی کے دو دو ڈبے مہمانوں کو ہمراہ دیے جاتے۔

اخوت' فاؤنٹین ہاؤس' کمل یونیورسٹی کے علاوہ بہت سے دینی' تعلیمی' ادبی'' علمی و سماجی اداروں کے

ساتھ وہ دل کھول کر مستقل تعاون کیا کرتے تھے۔ ان کی سرپرستی میں چلنے والے اداروں کی تفصیل پر ایک کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ ہم آج جس مقام پر ہیں پاکستان کی وجہ سے ہیں۔ پاکستان نہ بنتا تو ہم بھی کہیں مزدوری کر رہے ہوتے۔ ان کا کہنا تھا کہ پاکستان کے صنعت کاروں' تاجروں اور صاحب ثروت افراد کو غریب اور مستحق لوگوں کی دل کھول کر امداد کرنی چاہیے اور خاص طور پر تعلیم کے فروغ کے لئے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے کیونکہ تعلیم حاصل کر کے مستحق لوگ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکتے ہیں اس طرح معاشرے سے غربت کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

میاں محمد نعیم شیخ ایک ماہ علیل رہنے کے بعد 31 اگست 2018ء کی رات کے آخری پہر (یکم ستمبر) اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ان کی نماز جنازہ ڈبلیو بلاک ڈیفنس کی جامع مسجد میں ادا کی گئی جس میں ہر شعبے سے وابستہ افراد نے کثیر تعداد میں شرکت کی ہر آنکھ نم اور ہر چہرہ سوگوار تھا۔ عزیز و اقارب اور دوست احباب کے علاوہ ان کے ملازمین بھی آبدیدہ تھے۔ یہ میاں صاحب کی خوش اخلاقی اور اعلیٰ کردار کا ثبوت تھا۔ آخری دیدار کے وقت ان کے چہرے پر مسکراہٹ اور سکون تھا جس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ جس طرح وہ دنیا میں لوگوں پر مہربان تھے، آخرت میں سب سے زیادہ مہربان' غفار و کریم رب رحمٰن بھی انہیں اپنی آغوش رحمت میں رکھے گا۔ انشاءاللہ۔ اللہ تعالیٰ ان کی اگلی منزلیں آسان فرمائے اور ان کے خاندان کے افراد کو ان کا مشن جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆

نام ...... محمد اشفاق احمد۔ تاریخ پیدائش ...... 12-10-1999 (سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل ...... رسالے اور ناول پڑھنا۔ ارادے ...... حکمران پاکستان (یعنی عمران خان)۔ تبدیلی ...... وقت کا پابند بنایا۔ پتہ ...... جیا موسیٰ۔

☆☆☆

نام ...... محمد نذر۔ تاریخ پیدائش ...... 01-10-2006 (سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل ...... کام اور کام (اور کام)۔ ارادے ...... ڈاکٹر بننا۔ تبدیلی ...... مطالعہ کا شوق۔ پتہ ...... لندن۔

☆☆☆

نام ...... غلام قادر۔ تاریخ پیدائش ...... 15-10-1997 (سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل ...... باغبانی۔ ارادے ...... آرمی میں جانا۔ تبدیلی ...... بڑوں کی عزت (کرتے رہنا)۔ پتہ ...... طاہر آباد موضع خوررواہ۔

☆☆☆

نام ...... بشارالاسلام نواب۔ تاریخ پیدائش ...... 17-10 (سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل ...... مطالعہ کرنا (بہت خوب نواب صاحب)۔ ارادے ...... سماجی وفلاحی کام کرنا۔ تبدیلی ...... بڑوں کا ادب کرنا سکھایا۔ پتہ ...... اخلاص پور شکرگڑھ۔

☆☆☆

نام ...... انوار احمد خان۔ تاریخ پیدائش ...... 23-10-2008 (سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل ...... کرکٹ دیکھنا اور کھیلنا۔ ارادے ...... انجینئرنگ کرنا۔ تبدیلی ...... غصہ پر قابو سکھایا (بہادر بن گئے ہیں)۔ پتہ ...... ڈیرہ غازی خان۔

☆☆☆

نام ...... ارسلان ملک۔ تاریخ پیدائش ...... 6-10-1996 (سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل ...... کرکٹ کھیلنا، شاعری پڑھنا (شکر ہے شاعری کرتے نہیں)۔ ارادے ...... آئی ٹی پروفیشنل بننا۔ تبدیلی ...... مطالعہ کی عادت۔ پتہ ...... حویلی لکھا۔

☆☆☆

نام ...... سمندر خان کولاچی (ایک سمندر کراچی کا اور آپ سمندر خان کولاچی)۔ تاریخ پیدائش ...... 03-10-2002 (سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل ...... مطالعہ کا شوق، کرکٹ کھیلنا۔ ارادے ...... انشاءاللہ ڈاکٹر بن کر خدمتِ خلق کرنا۔ تبدیلی ...... مطالعہ کا بے حد شوق۔ پتہ ...... گوجرانوالہ۔

☆☆☆

نام ...... حسنین لطیف۔ تاریخ پیدائش ...... 4-10-2009 (سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل ...... کارٹون دیکھنا۔ ارادے ...... وزیراعظم بننا (کارٹون ہی نہیں خواب بھی دیکھتے ہیں)۔ تبدیلی ...... بہت زیادہ۔ پتہ ...... محلہ بتاں ظفروالا۔

☆☆☆

نام ...... افشاں کنول۔ تاریخ پیدائش ...... 10-10-2000 (سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل ...... ٹائم پاس کرنا۔ ارادے ...... آرمی۔ تبدیلی ...... تھوڑی بہت (جب تبدیلی زیادہ آجائے گی تو پھر وقت کی قدر کریں گی)۔ پتہ ...... قصور۔

☆☆☆

نام ...... ملک محمد عمر۔ تاریخ پیدائش ...... 15-10-2000 (سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل ...... مطالعہ کرنا۔ ارادے ...... نیک انسان بننا۔ تبدیلی ...... تبدیلی آرہی ہے (اب تک تو آجانی چاہیے تھی)۔ پتہ ...... چیچہ وطنی، ضلع ساہیوال۔

☆☆☆

نام ...... ملک فقیر حیات۔ تاریخ پیدائش ...... 4-10-1997 (سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل ...... زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرنا۔ ارادے ...... عالم بننے کے بعد محقق لیکچرر بننا۔ تبدیلی ...... اتنی ساری کہ بیان نہیں ہوتی (جھوٹ بولتے وقت زبان لڑکھڑا جاتی ہے؟)۔ پتہ ...... گرمانی شرقی۔

☆☆☆

نام ...... عدیم میر۔ تاریخ پیدائش ...... 25-10-2001 (سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل ...... کمپیوٹر گیمز کھیلنا۔ ارادے ...... کمپیوٹر انجینئر بننا (صرف گیمیں ہی نہ کھیلتے رہنا)۔ تبدیلی ...... مثبت۔ پتہ ...... نارووال۔

☆☆☆

نام ...... ارباب حسین۔ تاریخ پیدائش ...... 7-10-2004 (سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل ...... کتابیں پڑھنا۔ ارادے ...... آرمی ڈاکٹر بننا (ٹھیک ہے)۔ تبدیلی ...... وقت کی پابندی۔ پتہ ...... فورٹ عباس۔

☆☆☆

نام ...... اقراء ممتاز۔ تاریخ پیدائش ...... 10-10-2003 (سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل ...... پھول رسالہ پڑھنا۔ ارادے ...... ڈاکٹر بننا۔ تبدیلی ...... پھول سے ہمارا جنرل نالج بڑھتا ہے (معلومات میں اضافہ کیوں نہیں ہوتا)۔ پتہ ...... وہاڑی۔

☆☆☆

نام ...... حذیفہ بن عاشق۔ تاریخ پیدائش ...... 10-10-1999 (سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل ...... غور و فکر کرنا (سوچ رہے تھے)۔ ارادے ...... صدر پاکستان بننا (فارغ رہنا چاہتے ہیں)۔ تبدیلی ...... پہلے شاعر بننا چاہتا تھا اب صدر (ایک ہی بات ہے)۔ پتہ ...... خوشاب۔

☆☆☆

نام ...... منال فاطمہ۔ تاریخ پیدائش ...... 28-10-2006 (سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل ...... پڑھائی کرنا۔ ارادے ...... میں ڈاکٹر بننا چاہتی ہوں (تو بن جائیں۔ ہم نے کب روکا ہے)۔ تبدیلی ...... فرمانبرداری کی۔ پتہ ...... لڈن ضلع وہاڑی۔

☆☆☆

نام ...... احسان الٰہی۔ تاریخ پیدائش ...... 15-10-1999 (سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل ...... تعلیم حاصل کرنا۔ ارادے ...... بزنس مین بننا (بڑے چالاک ہیں آپ)۔ تبدیلی ...... مطالعہ کا شوق بڑھایا۔ پتہ ...... کبیروالا، خانیوال۔

☆☆☆

نام ...... حریم نعیم۔ تاریخ پیدائش ...... 31-10-2005 (سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل ...... کہانیاں پڑھنا اور لکھنا۔ ارادے ...... ڈیزائنر بننا۔ تبدیلی ...... کہانیاں لکھنے کا شعور پیدا کیا (لکھ کر کہاں بھیجتی ہیں؟)۔ پتہ ...... شیخوپورہ۔

☆☆☆

نام ...... راؤ زاہد علی۔ تاریخ پیدائش ...... 6-10-2003 (سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل ...... کرکٹ کھیلنا۔ ارادے ...... انجینئر بننا۔ تبدیلی ...... ایک محبِ وطن بنایا (آپ محبِ وطن بن گئے ہیں)۔ پتہ ...... پاکپتن۔

☆☆☆

پھول آرٹ گیلری
محمد عادل نواب۔ شاہ کوٹ
محمد اسامہ حسن۔ جہلم
غلام فرید گھلو۔ جھنگ
حافظہ علشبہ اشتیاق۔ پسرور
مصباح آصف۔ احمد پور شرقیہ

پھول وظائف

پیارے پھول ساتھیو! السلام علیکم! ماہنامہ پھول کے تمام قارئین ایک خاندان کی طرح ہیں اور ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ دکھ سکھ سانجھے ہیں۔ دنیا میں تمام پھول ساتھی ایک خاص شناخت رکھتے ہیں۔ اس تعلق اور شناخت کو ادبی حیثیت دینے کے لئے تمام پھول ساتھی روزانہ ان وظائف کا کم از کم دس دس مرتبہ ورد کریں تاکہ نہ صرف ہماری نیکیوں میں اضافہ ہو بلکہ روز قیامت بھی یہ شناخت برقرار رہے۔

1۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

یہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ کلمات ہیں۔ زبان پر ہلکے مگر میزان پر بھاری ہوں گے۔ صرف ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے سے ہی بے انتہا ثواب ملتا ہے۔

2۔ کوئی بھی درود شریف۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

بھی مکمل درود ہے۔ یہ درود شریف پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ اور فرشتے بھی ہمارے پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں، دس گناہ جھڑتے ہیں اور دس درجات بلند ہوتے ہیں۔ درود شریف پڑھنا ایسی عبادت ہے جو کبھی رد نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کو وہ عمل محبوب ہے جو تھوڑا ہو مگر مستقل ہو۔ ان وظائف کو روزانہ کا معمول بنائیے...... اور اپنے دلوں کو معطر پھول بنائیے۔

☆☆☆

ننھو میاں کو مچھلیاں پکڑنا اور اس کی مزیدار ڈش بنا کر کھانا بہت پسند تھا۔ ہر وقت اس پر مچھلیاں پکڑنے کا بھوت سوار ہوتا تھا۔ تکلیف تو اس وقت سے اس کو شروع ہوئی جب اس کے والد نے سٹی کالونی میں گھر خرید لیا اور وہ

نیلی جھیل اور چھوٹی مچھلی

وہاں جا کر رہنے لگے۔ ننھو میاں نے قریب واقع سکول میں داخلہ لیا اور اب وہاں اس کا کوئی دوست نہیں تھا۔ اس لیے ہر وقت وہ تنہائی کا شکار ہوتا تھا۔ دن یوں ہی گزرنے لگے، اب اس نے شانی نامی لڑکے کو اپنا دوست بنا لیا۔ وہ ہمیشہ اس کے ساتھ ہوا کرتا تھا۔ ساتھ ساتھ کھیلنا، ساتھ سکول آنا جانا اس کا معمول بن چکا تھا۔

ایک دن اس نے اپنے شوق کے بارے میں شانی سے استفسار کیا: "کیا یہاں مچھلیاں پکڑنے کی کوئی جگہ ہے؟"

اس پر شانی کے ذہن میں نیلی جھیل آ گئی۔ اور وہ کہنے لگا: "ہاں، یہاں سے چند ہی میل کے سفر پر ایک نیلی جھیل واقع ہے۔ صاف، شفاف پانی، ہری بھری گھاس، اور بہت زیادہ مچھلیاں ہونے پر بہت مشہور ہے۔"

ننھو میاں یہ سن کر دل ہی دل میں خوش ہو گیا۔ شانی مزید بولا: "قسمت کا نیلی جھیل پر بہت بڑا احسان ہے، پہاڑوں سے پانی گزر کر جھیل میں آتا ہے اور مچھلیاں دوسرے علاقوں سے آتی ہیں۔" ننھو میاں نیلی جھیل کے بارے میں سن کر فوراً بولا: "شانی! پھر ہم وہاں مچھلیاں پکڑنے کب جائیں گے؟ تم میرے ساتھ وہاں جاؤ گے؟" شانی نے سوچ کر جواب دیا: "ہاں جاؤں گا ضرور، اب ہم سچے دوست ہیں، اس طرح کرتے ہیں کہ اگلے اتوار کو ہم وہاں جائیں گے ان شاء اللہ اور ڈھیر ساری مچھلیاں پکڑ کر اکٹھے کھائیں گے۔" آخرکار اتوار کا دن بھی انتظار کرتے کرتے آ گیا۔ ننھو پر ایک دن کا گزرنا ایک سال بن گیا تھا۔ وہ ہفتے کی رات کو مچھلیاں پکڑنے کا سامان تیار کر چکا تھا۔ صبح سویرے اٹھا اور جلدی سے مکمل سامان لے کر شانی کے گھر کا رخ کیا۔

گھر میں داخل ہو کر پہلے آنٹی کو سلام کیا اور پھر شانی کے کمرے میں گیا۔ وہ ناشتہ کرنے میں مصروف تھا۔ دونوں تیار ہو کر نیلی جھیل کی طرف روانہ ہوئے۔

ننھو میاں سفر پر سڑک کے دونوں اطراف کا نظارہ کر رہے تھے۔ سفر تمام ہوا اور اب وہ نیلی جھیل میں تھے۔ ننھو میاں نے فوراً چھلانگ لگائی اور مچھلیاں پکڑنے لگا۔ بڑی بڑی مچھلیاں پکڑ کر وہ شانی کو دے گیا اور پھر چھلانگ لگائی۔ دوسری بار اس نے ایک بہت ہی چھوٹی مچھلی پکڑی۔ وہ ہاتھ میں پکڑ کر مچھلی کو دیکھنے لگا تو مچھلی سہمے ہوئے انداز میں بولی: "برائے کرم! میں بہت چھوٹی ہوں، میں آپ کے کھانے کے قابل نہیں ہوں، لہٰذا آپ مجھے چھوڑ دیں۔ جب بڑی ہو جاؤں تو پھر مجھے پکڑ لینا۔" یہ کہہ کر مچھلی رحم کی امید میں جواب کے لیے منتظر ہوئی۔ یہ سن کر ننھو میاں کہنے لگا: "بات تو تمہاری ٹھیک ہے لیکن پھر میں اس قابل نہیں ہوں گا کہ تمہیں دوبارہ پکڑوں۔" وہ چھوٹی مچھلی کو بھی ساتھ گھر لے آیا۔ ننھو میاں کی امی نے بہت مزیدار کھانے بنائے اور سارے گھر والوں نے مل کر کھائے۔

مچھلیاں پکڑنے میں بہت مزہ ہے اور ذائقہ میں بھی بہت اچھی لگتی ہیں مچھلیاں۔ لیکن وہ مچھلیاں پکڑنا ظلم ہے جو بہت چھوٹی ہوں۔ یہ ایک قسم کا گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ ظلم بالکل بھی پسند نہیں کرتے۔ مچھلیاں پکڑتے وقت بہت احتیاط کریں۔ مظلوم کی آہ سے بچیں کیونکہ وہ عرش کو ہلا دیتی ہے اور پھر آپ پر مشکل آئی تو آپ کی [illegible] ہوگی۔

☆☆☆

مسکراہٹیں

[illegible]

انٹرویو

ایک شخص انٹرویو کے لئے گیا۔ دروازے پر ہی چوکیدار نے بتایا کہ ہمارا صاحب تین سوال کرے گا۔ پہلا سوال یہ کرے گا۔ آپ کی عمر؟ ۔تم جواب دینا تیس سال۔ پھر پوچھے گا کہ تجربہ کتنا ہے؟ ۔تم جواب دینا پانچ سال۔ پھر پوچھے گا اردو آتی ہے یا انگلش؟ ۔تم جواب دینا دونوں۔

جب وہ اندر گیا تو صاحب نے اس سے سوال کیا تمہارا تجربہ کتنا ہے؟ ۔اس نے جواب دیا تیس سال۔ عمر کتنی ہے؟ جواب دیا پانچ سال۔ صاحب (غصے سے): تم پاگل ہو یا میں۔ معصومیت سے جواب دیا دونوں۔

(عبدالوہاب۔ چنڑ پریوال)

☆☆☆

بچوں کے نام

ایک صاحب دوست کو اپنے بچوں کے نام بتا رہے تھے۔ بڑے بیٹے کا نام نفیس کریم چھوٹے بیٹے کا نام رئیس کریم اور میری اکلوتی بیٹی کا نام..........

دوست نے فوراً کہا: آئس کریم ہوگا۔

☆☆☆

اخروٹ

بچہ۔ دادی جان! آپ کے کتنے دانت ہیں؟

دادی: وہ تو کب کے گر چکے ہیں۔

بچہ: تو پھر میرے یہ اخروٹ رکھ لیں۔ میں شام کو لے لوں گا۔

(صبا ارشاد بھٹ۔ گوجرانوالہ کینٹ)

☆☆☆

نہانا

نبیل (ڈاکٹر سے): ڈاکٹر صاحب دو سال پہلے مجھے بخار ہوا تھا اور آپ نے مجھے نہانے سے منع کیا تھا۔

ڈاکٹر: تو.....؟

نبیل: آج گزر رہا تھا تو سوچا پوچھ لوں کیا اب میں نہا سکتا ہوں؟

☆☆☆

پردیسی

ایک پاگل چاند کی طرف اشارہ کر کے دوسرے پاگل سے یار وہ کیا ہے؟

دوسرا پاگل: کسی اور سے پوچھو میں تو خود یہاں پردیسی ہوں۔

☆☆☆

بجلی کا بل

انکل اس تھیلے میں کیا ہے جس کے بوجھ سے آپ کی کمر جھک گئی ہے؟

انکل: بیٹا! اس میں رضائی ہے۔

بچے (حیرت سے): وہ تو بہت ہلکی ہوتی ہے۔

انکل: بیٹا: رضائی کے اوپر بجلی کا بل بھی پڑا ہے۔

(گلاب خان سولنگی)

☆☆☆

ٹینشن

انکل: بیٹا کیا کرتے ہو آج کل؟

میں: کچھ نہیں انکل! بس رزلٹ کی ٹینشن میں اپنی چھٹیاں برباد کرتا ہوں۔

☆☆☆

تکلیف

ایک شخص (دوسرے سے): مجھے سانس لینے میں تکلیف ہو رہی ہے.....!!

دوسرا شخص: تو نہ لیں سانس۔

☆☆☆

خطرناک صورتحال

ایک دوست نے دوسرے دوست سے سوال کیا: چائے میں بسکٹ گر جانے سے بھی زیادہ خطرناک صورتحال کیا ہے؟

دوست نے جواب دیا: گرے ہوئے بسکٹ کو ریسکیو کرنے کے لئے اتارے جانے والا دوسرا بسکٹ بھی چائے میں جا گرے۔

☆☆☆

ڈاکٹر

شوہر (اپنی بیوی سے): ایک ڈاکٹر نے لکھا ہے کہ شوہر کو بھی بولنے کا حق ہونا چاہئے۔

بیوی: دیکھو وہ بیچارہ بھی لکھ ہی پایا بول نہیں سکا......!!

☆☆☆

گرمیوں کا نقصان

ایک آدمی (دوسرے سے): یار گرمیوں میں آدھے بازو والی شرٹ پہن لو تو شام تک آدھا بازو ویسٹ انڈیز اور آدھا کشمیر کا لگنے لگتا ہے۔

☆☆☆

گاؤں کی مرغی

ایک آدمی کی مرغی بیمار ہو گئی، وہ اسے بیچنے کے لئے بازار لے گیا۔ راستے میں ایک آدمی نے پوچھا۔ اس مرغی کا سر کیوں نیچے ہے؟ کہیں بیمار تو نہیں؟

آدمی: جی نہیں صاحب، گاؤں کی مرغی ہے شہر کے بازار میں آ کر شرماتی ہے۔

☆☆☆

عقل مندی

تین آدمی موٹر سائیکل پر جا رہے تھے۔ ٹریفک پولیس والے نے ہاتھ کا اشارہ دے کر روکا۔

آدمی رکنے کی بجائے چلا کر بولا: نہ بابو جی! ہم تو پہلے ہی تین بیٹھے ہوئے ہیں۔

☆☆☆

لفٹ

گاہک ہوٹل کے بیرے سے: میں اس ہوٹل میں نہیں ٹھہر سکتا، یہ کیسا کمرہ ہے، کیا تم نے مجھے جانور سمجھ رکھا ہے، اس کمرے میں بھلا کوئی رہ سکتا ہے جس میں صرف ایک سٹول پڑا ہو، تم یہ سمجھتے ہو کہ میں پہلی بار گاؤں سے شہر آیا ہوں اس لئے تم مجھے الو بنا لو گے۔

بیرا:۔ چلئے صاحب! اندر کو چلیے یہ آپ کا کمرہ نہیں لفٹ ہے۔

(محمد ذیشان، مزمل بلوچاں)

☆☆☆

معصومیت

ایک شخص (بچے سے): بیٹا اس طرح کیوں رو رہے ہو؟

بچہ (معصومیت سے): انکل پھر کیسے روؤں؟ آپ بتا دیں۔

☆☆☆

دماغ

بڑا بھائی (چھوٹے بھائی سے): گو کی جمع کیا ہے؟

چھوٹا بھائی: گوگو۔

☆☆☆

GOFY
SWEETS & JELLY
JIM SIM
STICK
GOFY
JIM SIM
STICK
candy
GOFY
JIM SIM
STICK
candy
FREE TATTOO STICKER INSIDE

پھول بڑا مقبول
انعامات کی برسات

سائنس کی دنیا

سوال ....
....
....
نام .... ولدیت ....
مکمل پتہ ....
فون نمبر ....

جوابات کوئز کی دنیا

1 .... 2 .... 3 ....
4 .... 5 ....
نام .... ولدیت ....
مکمل پتہ ....
فون نمبر ....

صفحہ بتایئے

یہ ہیں صفحات کے نمبر:
-1 .... -2 .... -3 .... -4 .... -5 ....
نام .... ولدیت ....
مکمل پتہ ....
فون نمبر ....

پھول فورم

تصویر

نام ....
تاریخ پیدائش ....
مشاغل ....
مستقبل کے ارادے ....
"پھول" نے آپ میں کیا تبدیلی پیدا کی ....
مکمل پتہ ....
فون نمبر ....

زبردست جملہ

جملہ ....
....
نام .... ولدیت ....
مکمل پتہ ....
فون نمبر ....

جوابات دارالسلام کوئز

نام .... ولدیت ....
مکمل پتہ ....
....
فون نمبر ....

بہترین کہانی

کہانی .... مصنف ....
نام .... ولدیت ....
مکمل پتہ ....
فون نمبر ....

کوئز کی دنیا

1۔ ریشم کا کیڑا سب سے پہلے کس ملک میں دریافت ہوا؟۔

2۔ وہ کون سی ایجاد ہے جس نے خلائی سفر ممکن بنایا؟۔

3۔ وٹجھی پاکستان کے کس صوبے میں کھیلا جاتا ہے؟۔

4۔ ہواؤں کا شہر کس کو کہتے ہیں؟۔

5۔ کس پرندے کو درزی پرندہ کہتے ہیں؟۔

اس ماہ کے جملے

1۔ ایک وقت انہوں نے وطن دشمنوں کو اپنا مکا بھی دکھا دیا تھا۔

2۔ بڑائی جب انکساری کا حسن رکھتی ہے تو اس کا مقام انسانی قلوب بنتے ہیں۔

3۔ حضرت امام مالکؒ کے سامنے ورق بہت آہستہ الٹتا تھا

4۔ اس بات سے ڈرو کہ اللہ ہر لمحے آپ کو دیکھ رہا ہے۔

5۔ اندھیرے میں سب سے بھیانک کم عقلی سوچ ہوتی ہے۔

صفحہ بتایئے انعام پایئے

اوپر جو پانچ جملے دیے گئے ہیں وہ "پھول" کے مختلف صفحات پر موجود ہیں۔ وہ پانچ جملے تلاش کریں اور "پھول" میں موجود کوپن پر ان صفحات کے نمبر لکھ کر 10 تاریخ تک بھجوا دیں اور بچوں کے لئے دلچسپ اور سبق آموز کہانیاں شائع کرنے والے ادارے "بچوں کا کتاب گھر" کی طرف سے قرعہ اندازی کے ذریعے پانچ خوش نصیبوں کو ملیں گی 200 روپے کی کتب ہر ماہ۔

جوابات ماہنامہ "پھول" 23 کوئنز روڈ لاہور کے پتے پر بھجوائیں۔

صفحہ بتایئے اور پایئے — **تحریر: طاہر**

آمنہ اعجاز (مظفر آباد)، محمد عبداللہ چغتائی (چیچہ وطنی)، عبداللہ امجد حبیب (خانیوال)، ملک زمر (گوجرانوالہ)، جویریہ طاہر (لاہور)، عائشہ طارق (گجرات)، ام عمارہ صدیقی (خانیوال)، ارم سعدیہ کھتری (سجاول)، مسفر وطوی (گوجرانوالہ)، محمد اسد شاہد (چشتیاں)، مریم (گوجرانوالہ)، منفیث ضیاء (لاہور کینٹ)، طلحہ عزیز (حافظ آباد)، محمد خان (میانوالی)، محمد اسد اللہ طاہر (چھانگا مانگا)، سید محمد حسین المصطفی عزیز (وہاڑی)، عالم شیر (ساہیوال)، محمد دانیال (دیوالہ)، ایمان ندیم (قصور)، محمد ذیشان بابر (خانیوال)، نعمان اکرم (اوکاڑہ)، سائرہ بی بی (قصور)، محمد حارث (سرگودھا)، رائے ذاکر حسن (پاکپتن)، عائشہ بانو (سیالکوٹ کینٹ)، کشمالہ اعجاز (مظفر آباد)، دعا خان (پشاور)، سونیا کنول (لیہ)، محمد طارق عاصم (جڑانوالہ)، محمد سلمان (چشتیاں)، عائشہ اختر علی (چکوال)، ماریہ مختار (نور پور تھل)، محمد بلال (وہاڑی)، محمد بلال مختار (لاہور)، نبیلہ اسلم (میرپور آزاد کشمیر)، طلحہ امتیاز (لاہور)، حسنہ محمود (فقیروالی)، عروج طارق (بہاولنگر)، اسد سعید (ملتان)، عبداللہ کلیم (صادق آباد)، مدینہ عزیز (میانوالی)، حمید عزیز (میانوالی)، نعمان رحمانی (صادق آباد)، وجیہہ شہباز (بورے والا)، محمد طیب رضا (بہاولپور)، حسین علی (راولپنڈی)، ریاض حسین قمر (منگلا ڈیم)، تیمور بٹ (ظفروال)، حسنین بٹ (ظفروال)، احمد نور (راولپنڈی)، ملک محمد احسن (راولپنڈی)، مشفق نور (راولپنڈی)، کاشف نعیم (فتح جنگ)، لائقہ جبین (راہوالی کینٹ)، کنیز فاطمہ (راہوالی کینٹ)، طیبہ حق (جھنگ صدر)، کائنات کلیم (صادق آباد)، سید محمد حسین شاہ (حیدر آباد)، محمد ابوہریرہ (منڈی بہاؤالدین)، ایمن فاطمہ (ملتان)، سدرہ خان کولاچی (گوجرانوالہ)، آنسہ کرن (وہوا)، ام شیمہ (وہوا)، راؤ زاہد علی (پاکپتن)، راؤ شاہد علی (پاکپتن)، محمد حسان عبداللہ (چکوال)

انعامات کی برسات

صفحہ بتایئے

1۔ آمنہ اعجاز۔۔۔۔۔مظفر آباد

2۔ محمد عبداللہ چغتائی۔۔۔۔۔چیچہ وطنی

3۔ عبداللہ امجد حبیب۔۔۔۔۔خانیوال

4۔ ملک زمر۔۔۔۔۔گوجرانوالہ

5۔ جویریہ طاہر۔۔۔۔۔لاہور

صفحہ بتایئے۔۔۔درست جوابات

(i)10 (ii)13 (iii)25 (iv)44 (v)26

دار السلام کوئز

1۔ محمد توفیق۔۔۔۔۔شیخوپورہ

2۔ طلحہ امتیاز۔۔۔۔۔لاہور

3۔ محمد حسان عبداللہ۔۔۔۔۔چکوال

4۔ شیر دل حکیم۔۔۔۔۔منڈی بہاؤالدین

5۔ کشور ماجد۔۔۔۔۔پاکپتن

دار السلام کوئز۔۔۔درست جوابات

(i) حضرت فاطمۃ الزہراؓ (ii) حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ (iii) سیدہ زینبؓ بنت علیؓ (iv) ہیرا (v) سفید

زبردست جملہ

1۔ وجیہہ شہباز۔۔۔۔۔وہاڑی

جب تک نہ جلے دیپ شہیدوں کے لہو سے
کہتے ہیں کہ جنت میں چراغاں نہیں ہوتا

2۔ محمد سعید خان۔۔۔۔۔پشاور

یہ خاکی وردی میرے ملک کی جان
تحفظ ہے اس سے میرا پیارا پاکستان

3۔ کائنات کلیم۔۔۔۔۔صادق آباد

اے راہِ حق کے شہیدوں وفا کی تصویرو
تمہیں وطن کی ہوائیں سلام کہتی ہیں

4۔ اسماء اسلم۔۔۔۔۔ملتان

پربتوں کی جان تم
وادیوں کی شان تم

5۔ عائشہ طارق۔۔۔۔۔گجرات

یہ جو روشنی وطن میں چراغوں کی دیکھ رہے ہو
ان چراغوں میں شہیدوں کا لہو جلتا ہے
سلام ان شہیدوں کو جن کی شہادت سے
میرے وطن کی رگوں میں حیات کا لہو چلتا ہے

تین بہترین کہانیاں

اول: خدا بیت دیکھتا ہے۔۔۔۔۔لکھاری: پرویز شہریار

دوم: دیا جلتا رہے۔۔۔۔۔لکھاری: حنزیلہ یوسف

سوم: کامیاب حکمت عملی۔۔۔۔۔لکھاری: سلمیٰ علی

مسرت کلانچوی، نذیر انبالوی اور عارف ملتانی اس مقابلے میں شامل نہیں ہوتے

کوئز کی دنیا

1۔ محمد صائم۔۔۔۔۔ہنوں

2۔ ماریہ انبساط۔۔۔۔۔حافظ آباد

3۔ شاہد چودھری۔۔۔۔۔جھنگ

4۔ فرحت یعقوب۔۔۔۔۔کاموکی

5۔ سامیہ اعظم۔۔۔۔۔لودھراں

کوئز کی دنیا کے درست جوابات

(i) غزوہ تبوک (ii) ابن الہیثم (iii) دل کی دھڑکن (iv) شرانک (v) ہاتھی

ستمبر 2018ء میں شائع ہونے والے زبردست جملے کی تصویر

پھول کتاب گھر

تبصرے کے لئے دو جلدوں کا آنا ضروری ہے۔

مدثر مرزا

اچھی کتابوں کا انتخاب اور والدین کے لئے ایک مسئلہ ہوتا ہے۔ ہم آپ کی مشکل آسان کئے دیتے ہیں۔ ہم ہر ماہ آپ کے لئے بہترین کتابوں کا انتخاب پیش کریں گے۔

خود پڑھیے دوسروں کو تحفہ دیجیے

نام کتاب — حق دی راہ
مصنف — ملک محمد ایاز

قیمت — 400 روپے۔ ناشر — میرا جی پبلشرز E-105/A-2A مین بلیوارڈ ڈیفنس لاہور۔ فون 0321-4384438

ملک محمد ایاز، بہت سی اردو اور پنجابی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کی ایک پنجابی کتاب کو ''مسعود کھدر پوش ایوارڈ'' بھی مل چکا ہے۔ اسلامی تعلیمات، بزرگانِ دین اور تصوف ان کے پسندیدہ موضوعات ہیں۔ یہ کتاب اسلام کے بنیادی ارکان، تصوف اور اولیاء کرام کے حوالے سے مفید معلومات کی حامل ہے۔ کتاب ان ابواب پر مشتمل ہے۔ آغازِ تخلیقِ کائنات، مقصدِ تخلیق، حق، ارکانِ اسلام، کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، شریعت اور طریقت، حقوق اللہ، حقوق العباد، اعجاز، تصوف، صوفی کے معنی، صوفیاء کی اقسام، تصوف اور علمِ تصوف پر اعتراضات، عقیدہ وحدت الوجود، بیعت، سلسلہ قادریہ، سلسلہ چشتیہ، سلسلہ سہروردیہ، سلسلہ نقشبندیہ، برصغیر کے کچھ اولیاء، حضرت سید محمد اسماعیل بخاریؒ، حضرت سید میراں حسین زنجانیؒ، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، حضرت مسعود الدین فرید گنج شکرؒ، حضرت شاہ حسینؒ، حضرت سلطان باہوؒ، حضرت سید عبداللہ شاہ عرف بابا بلھے شاہؒ، حضرت شاہ عنایت قادریؒ، حضرت خواجہ غلام فریدؒ، حضرت خواجہ نور محمد مہاروویؒ، حضرت میاں محمد بخشؒ، حضرت محمد اسماعیل المعروف میاں وڈاؒ اور حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ۔ ان تمام بزرگانِ دین کے حالاتِ زندگی، تصنیفات، تعلیمات اور کشف و کرامات کا ذکر کتاب میں موجود ہے۔ جس سے اس کتاب کی اہمیت و افادیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

نام کتاب — قائداعظمؒ کی شخصیت کا روحانی پہلو
مصنف — ملک حبیب اللہ

قیمت — 500 روپے۔ ناشر — قلم فاؤنڈیشن انٹرنیشنل یثرب کالونی، بینک سٹاپ، والٹن روڈ لاہور کینٹ۔ فون 0300-0515101

ملک حبیب اللہ 1938ء میں مسلم لیگ نیشنل گارڈز میں شامل ہوئے۔ تحریکِ پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ مسلم لیگ کے ترجمان اخبارات و رسائل میں بھی کام کرتے رہے۔ ان کی زندگی اسلام اور پاکستان کے لئے ان تھک جدوجہد کی ایک درخشندہ مثال ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں تحریکِ پاکستان اور قائداعظمؒ کے دلوں میں کارفرما دینی روح کو اجاگر کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ مسلمانوں سے مخلص اور دیانت دار تھے۔ برصغیر کے جید علماء کرام اور بزرگانِ دین نے قائداعظمؒ کا ساتھ دیا۔ حضرت سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ جو علم و فضل اور روحانیت کے بلند درجے پر فائز تھے۔ وہ قائداعظمؒ سے ملاقات سے پہلے ہی قائداعظمؒ کو ولی قرار دیتے تھے اور خود کو قائداعظمؒ کا ادنیٰ سپاہی قرار دیتے تھے۔ اسی طرح پیر صاحب آف مانکی شریف اور دیگر بزرگانِ دین نے بھی تحریکِ پاکستان میں قائداعظمؒ کی مکمل معاونت کی۔ قائداعظمؒ کی شخصیت کے روحانی پہلوؤں کے حوالے سے بہت سے واقعات کتابوں میں درج ہیں۔ قائداعظمؒ کو پاکستان بننے کا یقین اس لیے تھا کہ انہیں خود سرکارِ دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خواب میں بشارت فرمائی کہ پاکستان بن کر رہے گا۔ کتاب میں قائداعظمؒ کے قوم کے نام خطبات بھی شامل ہیں۔

نام کتاب: یادیں
مصنف: تنویر ظہور

قیمت: 400 روپے۔ ناشر: کلاسیک، ریگل چوک، 42 دی مال، لاہور۔ فون 0300-4426314

تنویر ظہور معروف ادیب، شاعر اور کالم نویس ہیں۔ 2012ء سے نوائے وقت میں ''یادیں'' کے عنوان سے کالم لکھ رہے ہیں۔ ان کی کئی کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں۔ زیرِ نظر کتاب ان کے منتخب کالموں پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ طویل عرصے سے وہ پنجابی رسالہ ''سانجھاں'' بھی شائع کر رہے ہیں۔ مختلف شخصیات کے حوالے سے ان کے لکھے گئے کالم خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ بہت سی شخصیات کی حیات و خدمات کے بہت سے پہلو ہم سے پوشیدہ ہوتے ہیں، ایسے کالموں سے ہمیں ان کے بارے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ مختلف اداروں، تقریبات اور سماجی موضوعات پر بھی انہوں نے بہت سے کالم لکھے ہیں۔ تمام کالموں میں ان کا خلوص اور دردمندی جھلکتی ہے۔ وہ سادہ طبیعت کے درویش منش انسان ہیں۔ ان کی تحریریں بھی سادہ اور سہل ہوتی ہیں لیکن ان میں فکر کی گہرائی موجود ہوتی ہے۔ اخبارات کی زندگی مختصر ہوتی ہے۔ تنویر ظہور نے اچھا کیا کہ اپنے شائع ہونے والے مستقل نوعیت و اہمیت کے کالموں کو کتابی صورت میں شائع کر دیا۔ یوں اب ''یادیں'' برسوں تک تازہ رہیں گی۔

نام کتاب — حسرت کا قیدی
مصنف — محمد نعیم عالم

قیمت: 250 روپے۔ ناشر: بچوں کا کتاب گھر، ادبیہ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور۔ فون 0300-4611953

محمد نعیم عالم بچوں کے لیے بڑے تسلسل سے لکھ رہے ہیں۔ کئی ایوارڈز بھی حاصل کر چکے ہیں۔ ان کی یہ کتاب بھی

جو کہانیاں شامل ہیں ان کے مرکزی خیال احادیث سے لیا گیا ہے یعنی بچوں کو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری باتوں پر عمل کے لئے ابھارنے والی دلچسپ اور سبق آموز کہانیاں ہیں۔ اس طرح سے بچے احادیث مبارکہ اور ان کے مفہوم کو بھی سمجھ لیتے ہیں اور اپنے کردار و اخلاق کو بھی بہتر بنا لیتے ہیں۔ ایک کہانی ہلکے پھلکے مزاح پر مشتمل ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام میں خوش مزاجی منع نہیں ہے۔ البتہ دوسروں کی دل آزاری نہیں کرنی چاہئے۔ کتاب خوبصورت انداز میں شائع کی گئی ہے۔ کتاب کے آخر میں مشکل الفاظ کا تلفظ اور مطلب بھی لکھا گیا ہے جس سے بچوں کے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ ایک مفید قدم ہے۔

نام کتاب: گفتگو اور تقریر کا سلیقہ
مصنف: بریم پی بھالا

قیمت: 500 روپے۔ ناشر: بک ہوم۔ بک سٹریٹ 46 مزنگ روڈ لاہور۔ فون 37231518

بک ہوم کی "سیلف ہیلپ کلاسیک سیریز" جاری ہے۔ اس کے تحت زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کے بارے مدد دینے والی کتابیں شائع کی جارہی ہیں جو خاصی مقبول ہورہی ہیں۔ گفتگو اور خطابت کا فن ایسا ہے جو دوسروں کو اپنا گرویدہ بنا لیتا ہے۔ اچھی گفتگو کا سلیقہ رکھنے والے اپنے کام بخوبی نکلوا لیتے ہیں۔ کتاب کے سات باب ہیں۔ 1- لوگوں میں بولنا' خطابت کے لازم اجزاء' بولنے کی صلاحیت کو ترقی دینا' تقریر کو موثر بنانا' غلطیوں سے بچنا' تقریر کے امدادی آلات' مکمل اور بہترین تقریر کی طرف۔ عام بول چال' سیلز سٹاف' اینکرز' تقریبات کے میزبان' مقررین کے لئے اس کتاب میں مفید رہنمائی موجود ہے۔ کتاب میں دنیا کی اہم شخصیات کے فن گفتگو و تقریر کے حوالے سے رہنما اقوال بھی موجود ہیں۔ یہ کتاب اساتذہ' طالب علموں' مقررین' مارکیٹنگ' سیلز کے شعبے سے وابستہ افراد' میڈیا و مختصر یہ کہ ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے افراد کے لئے مفید ہے۔

نام کتاب: چاک سے اترے وجود
شاعر: شہزاد نیئر

قیمت: 300 روپے۔ ناشر: رومیل ہاؤس آف پبلی کیشنز۔ اقبال مارکیٹ' اقبال روڈ' کمیٹی چوک' راولپنڈی۔ فون 0321-8110989

شہزاد نیئر معروف شاعر ہیں۔ وہ فوجی افسر ہیں۔ اس کے باوجود بہت اچھے شاعر ہیں۔ غزل اور نظم دونوں میں وہ اپنی صلاحیتوں کا خوب اظہار کرتے ہیں۔ اس شعری مجموعہ کو پروین شاکر "عکس خوشبو ایوارڈ" بھی ملا ہے۔ شہزاد نیئر کی شاعری کے حوالے سے احمد ندیم قاسمی کی رائے پیش خدمت ہے۔ "شہزاد نیئر نوجوان شاعر ہیں مگر نوجوانی میں ہی انہوں نے اپنی تخلیقی صلاحیتوں کا لوہا منوا لیا ہے۔ وہ دونوں اصناف شعر نظم اور غزل کو سلیقے سے برتتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کا جوہر بیشتر ان کی نظموں میں کھلتا ہے۔ وہ اپنے آس پاس کی صورت حال کا مطالعہ بہت ذہانت اور ذکاوت کے ساتھ کرتے ہیں اور اس مطالعے کے فن کارانہ اظہار میں کوئی بھی مصلحت ان کی حارج نہیں ہوتی۔ چنانچہ ان کی شاعری کا نمایاں تاثر صداقت اور حقیقت ہے۔ وہ خواب بھی بلا کے دیکھتے ہیں مگر ان خوابوں کو بھی ماورائیت کے سمندر میں ڈوبنے سے بچائے رکھتے ہیں۔" شہزاد نیئر کے ابتدائے فن میں ہی اتنی معتبر سند ان کے موجودہ مقام کا تعین کرتی ہے۔

نام کتاب: بولتے چہرے
مصنف: شمع کنول باجوہ

قیمت: 500 روپے۔ ناشر: عالم پبلی کیشنز۔ موڑ ایمن آباد' گوجرانوالہ۔ فون 0300-6310044

شمع کنول ابھرتی ہوئی افسانہ نگار ہیں۔ یہ ان کا پہلا افسانوی مجموعہ ہے۔ اس میں موجود تمام کہانیاں سبق آموز ہیں۔ انہوں نے حساس موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔ 'پچھتاوا' 'بہترین فیصلہ' 'وہ ایک قدم' 'فرمانبرداری' 'ایک غلط قدم' 'صبر کا پھل' 'قرض خواب' 'نیکی کا انعام' 'وقت کا فیصلہ' 'خواہشوں کے درمیان' اور 'دلی دکھ' کے عنوانات کے تحت لکھے گئے یہ افسانے ہمارے معاشرے کی کہانیاں ہیں جن کے کردار ہمیں اپنے اردگرد ملتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں جگہ جگہ ایسے چہرے ملتے ہیں کہ جو بولتے ہیں لیکن ہم ان کو دیکھتے ہیں لیکن سنتے نہیں۔ ان بولتے چہروں کو سننے کے لئے کانوں یا سماعتوں کی نہیں حساس دل کی ضرورت ہوتی ہے۔ شمع کنول نے دل سے ان چہروں کو پڑھا' سنا اور دل سے بیان کر دیا۔ امید ہے آنے والے وقتوں میں ان کے قلم میں مزید پختگی آئے گی۔

نام کتاب: پگلا کہیں کا
مصنف: ریحان احمد چشتی

قیمت: 200 روپے۔ ناشر: صوفی صادق ویلفیئر فاؤنڈیشن۔ شاہ جمال مظفرگڑھ۔ فون 0303-0828260

ریحان احمد چشتی نوجوان لکھاری ہیں۔ اس کتاب میں افسانہ نما مضامین اور مضامین نما افسانے اور کچھ نظمیں موجود ہیں۔ ان کی ایک کتاب "بے منزل مسافر" بھی شائع ہو چکی ہے۔ زیر نظر کتاب میں بہت سے واقعات، جاننے والوں کے حالات، دلسوز قصے، عبرت آمیز کہانیاں بیان کی گئی ہیں۔ بہت سے قارئین کو مصنف کے چند خیالات سے اختلاف ہو سکتا ہے۔ اس کا مصنف کو خود بھی احساس ہے اسی لیے دیباچے میں وہ لکھتے ہیں۔ "...... اگر میری کوئی بات اچھی نہ لگے تو مجھے معاف کر دیں"۔ کتاب میں ماں کے حوالے سے بہت سے واقعات میں جذبات و احساسات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی تعلیمات اور عشق حقیقی کی جھلک بھی ملتی ہے۔

نام کتاب: بابا چھانگوں والا
مصنف: شکور احسن

قیمت: درج نہیں۔ ناشر: بزم پبلی کیشنز، مندرہ، گوجر خان۔ فون 0333-5646004

یہ 16 صفحات کی کتاب ہے جس میں دس کہانیاں ہیں جو مختصر مگر موثر ہیں۔ ہر کہانی میں سبق موجود ہے۔ بچت، والدین کی فرمانبرداری، اخلاق کی اہمیت، اچھی نیت کا اچھا اجر، احساسِ ذمہ داری، پڑھائی پر توجہ نہ دینا، سچ بولنا، بری صحبت کا برا انجام، نیک لوگوں کی صحبت کے مثبت اثرات، سب قابل عزت ہیں جیسے اچھے سبق ان کہانیوں میں موجود ہیں۔

نام سی ڈی: روداد قومی کانفرنس ادب اطفال 2016ء
اہتمام: محمد شعیب مرزا

قیمت: 500 روپے (2 سی ڈیز بمعہ ڈاک خرچ)۔ ملنے کا پتہ: اکادمی ادبیات اطفال۔ کمرہ نمبر 16 دوسری منزل' ڈیوس ہائٹس' 38 ڈیوس روڈ لاہور فون: 0300-4137820

اکادمی ادبیات اطفال اور ماہنامہ "پھول" کے اشتراک سے پہلی قومی کانفرنس ادب اطفال 22 مئی 2016ء کو پی سی ہوٹل لاہور میں منعقد ہوئی۔ جس میں ملک کے معروف شاعروں' ادیبوں اور دانشوروں نے ادب کی مختلف اصناف پر لیکچرز دیئے جو پاکستان بھر سے آئے ہوئے ادیبوں کے لئے رہنما اور مفید معلومات پر مشتمل تھے۔ اس کانفرنس کی تمام روداد 2 سی ڈیز میں محفوظ کر دی گئی ہے۔ جو ادیب اس کانفرنس میں شریک تھے وہ یاد دہانی اور جو کانفرنس میں شریک نہیں ہو سکے تھے وہ اس سے استفادہ کرنے کیلئے سی ڈیز منگوا سکتے ہیں۔

☆☆☆

پھول
قابل تعلیم ہمارا استاد ہے
قوم کی رہنما، مثل پیغام ہے
نرالے ہیں انداز ہمارے
میرا بھی انداز نرالا ہے
آئمہ حسن، لاہور
میں ہوں خوابوں کے محل
میں ...... ایشا، لاہور
برتن رکھ لیے ہیں، اب کھانا
بنا لوں ...... آمنہ خان، لاہور
سر پہ کان نہیں پونی ہے
خنسا علیم، لاہور
میری ٹوپی نہ اتارنا، سردی بہت
ہوگئی ہے ...... آئزہ اسد، اسلام آباد
نظر نہ لگا دینا مجھے
فاطمہ خان، لاہور
میں بڑا نیک بچہ ہوں
راجا شاہ زین، لاہور
پتہ نہیں یہ کھانے کی پلیٹیں ہیں
یا مہندی کی ...... عارب شعیب، لاہور
پھول
اکتوبر 2018ء
پھول
56

مجھے غصہ بہت آتا ہے
زینب تصور، گوجرانوالہ
اتنا نہ ہنساؤ مجھے
محمد ابراہیم شاہ، فیصل آباد
وہ دیکھو انکل تصویر بنانے لگے ہیں
عبدالرافع، ایم حیدر، تلہ گنگ
زیادہ گہرے پانی میں نہ جانا
عبداللہ کلیم، صادق آباد
سبز قمیض بنوائی تھیں نیلی بن گئی
عرفان حیدر، غلام علی، چوک اعظم، لیہ
ہاہاہا...... رتاج ندیم، لاہور
انکل شیخ رشید نے مجھے ریلوے میں بھرتی کرلیا ہے...... عزادار حسین، تلہ گنگ
ہمارے ہاں تصویریں ایسی ہی بنتی ہیں
احتشام الحق، لائبہ خانم، سہند آزاد کشمیر
سالگرہ تو میری ہے یہ سب کیوں آگئے ہیں؟ مریم ظفر، خانیوال

کامیاب مشن

مشن کی کامیابی کے لیے انہوں نے کوششیں شروع کر دی تھیں......

عائشہ طارق

آج وہ سکول سے جلدی گھر لوٹ آئی تھی۔ موسم صبح سے ابر آلود تھا۔ اب تو ہلکی ہلکی بارش شروع ہو گئی تھی۔ اس نے چائے کا کپ اٹھایا اور موسم کا لطف اٹھانے چھت پر چلی آئی۔ ساتھ والے گھر میں شور سا سنائی دے رہا تھا۔ اس نے ذرا جھانک کر دیکھا کہ کیا بات ہے پہلے تو کبھی اتنا شور نہیں سنا تھا۔

اس نے دیکھا کہ سب بچے ایک چھوٹی سی بچی کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ وہ شور سے ڈر کر بھاگتی، کبھی کسی چیز سے ٹکرا کر گرتی اور کبھی کانوں پہ ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتی۔ دوسرے بچوں کے مقابلے میں وہ معمولی کپڑے پہنے ہوئے تھی اور چھوٹے چھوٹے بالوں کی سر کے اوپر درخت کے جیسی پونی باندھے وہ سامنے کی بجائے آنکھوں کو اوپر چڑھا کر اور کبھی ادھر ادھر گھما کر دیکھتی اسے عجیب سی لگی۔ پہلے تو اس بچی کو کبھی نہیں دیکھا شاید کوئی مہمان ہو اور کتنے بدتمیز بچے ہیں کیسے اس چھوٹی سی بچی کو بری طرح تنگ کر رہے ہیں۔ اس نے سوچا اور بارش تیز ہونے پر نیچے کا رخ کیا۔

صبح سکول جاتے ہوئے اس نے اسی بچی کو پرانے سے کپڑے پہنے ایک عورت کا ہاتھ پکڑے ایک گھر میں داخل ہوتے دیکھا۔ بچی اب بھی دور کہیں خلاؤں میں دیکھ رہی تھی۔

اگلے دن سکول سے چھٹی تھی اس لئے وہ گھر پر تھی صبح سو کر اٹھی اور امی جان کے ساتھ کام میں مدد کروائی۔ ابھی وہ ٹیلی ویژن کے آگے بیٹھی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ امی جان نے دروازہ کھولا اور ایک عورت کو اس نے گھر میں داخل ہوتے دیکھا۔ ارے یہ تو وہی ہیں۔ جن کے ساتھ وہ عجیب سی بچی تھی۔ وہ کچھ دیر امی سے بات کرتی رہی اور پھر کچھ سامان لے کر چلی گئی۔ اس کے پوچھنے پر امی نے بتایا کہ وہ عذرا آنٹی تھیں۔ جو اس محلے کے اکثر گھروں میں کام کرتی تھیں اور ان کی ایک بیٹی بھی ہے جو کہ نابینا ہے۔ ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ ان کی بیٹی کی آنکھیں ٹھیک ہو سکتی ہیں اگر اس کا آپریشن کروا لیا جائے۔ پر عذرا آنٹی اتنی غریب ہیں ان کے پاس اتنے پیسے نہیں کہ وہ بیٹی کا علاج کروا سکیں۔ اوہ تو اسی لئے وہ چھوٹی بچی عجیب طرح سے دیکھتی تھی اس نے تاسف سے سوچا۔ شام کو وہ سونے کے لئے لیٹی تو اس کی آنکھوں میں اس معصوم بچی کا چہرہ گھوم گیا۔ کتنی خوبصورت بچی ہے اگر اس کی آنکھیں ٹھیک ہو جائیں تو وہ بھی دوسروں کی طرح دیکھ سکے گی۔ یہ سوچتے ہوئے وہ ایک نتیجے پر پہنچ گئی اور اپنے دونوں چھوٹے بھائیوں عبدالوہاب اور نیب کو بلایا۔ اب وہ تینوں سر جوڑے بیٹھے تھے۔ امی کے گزرنے پر خاموش ہو جاتے۔ امی کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ "لگتا ہے کوئی نیا مشن شروع ہونے والا ہے"۔ انہوں نے زیر لب کہا۔ تھوڑی دیر بعد یہ اجلاس مشن کی کامیابی کی دعا اور ایک نکتے پر ختم ہوا کہ دعا صبح امی ابو سے مشن کے متعلق بات کرے گی۔

صبح ناشتے کی میز پر امی ابا سے اس نے بات کی۔

امی مسکرانے لگیں یہ خیال انہیں کیوں نہیں آیا۔ "ارے آج کل کے بچے زیادہ ذہین ہیں"۔ بابا نے دعا کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا اور بھرپور مدد کی یقین دہانی کروائی۔ نیب اور عبدالوہاب نے وکٹری کا نشان بنایا اور مشن کی پہلی کامیابی کی مبارکباد دی۔ پھر دعا نے سکول میں پرنسپل صاحب سے بات کی انہوں نے بھی بھرپور مدد کی ہامی بھری۔ شہر کا مہنگا ترین سکول تھا یہاں امیروں کی اولادیں پڑھتی تھیں۔ دعا نے اپنے ہم جماعت دوستوں سے بات کی کہ وہ گھر میں بات کریں اور عطیات دیں انہوں نے گھر مشورہ کر کے مدد کرنے کا وعدہ کیا۔ عبدالوہاب، نیب نے اپنی پاکٹ منی اور دوستوں سے اچھی خاصی رقم جمع کر لی۔

اور پھر وہ دن بھی آ گیا جب ننھی روشنی کا آپریشن تھا۔ دعا اپنے امی ابو کے ساتھ ہسپتال آئی تھی اور اس کی صحت یابی کے لئے دعا کر رہی تھی۔ ڈاکٹر نے تھوڑی دیر بعد کامیاب آپریشن کی نوید سنائی اور پھر چوبیس گھنٹوں بعد جب روشنی نے آنکھوں کو کھولا تو اس کی ماں خوشی سے سجدے میں گر گئی کیونکہ روشنی کا آپریشن کامیاب ہوا تھا۔ دعا نے چپکے سے گھر میں منتظر بیٹھے بھائیوں کو موبائل سے ایس ایم ایس بھیجا۔ مشن کامیابی سے پایہ تکمیل تک پہنچ گیا ہے اور مسکرا دی۔ یہی اسکیس کی کامیابی تھی اور انعام بھی۔

☆☆☆

کوّا

رنگت میں ہے کوا کالا
کچھ کچھ لگتا ہے نیلا
پرندہ یہ چالاک بہت ہے
پھرتیلا بے باک بہت ہے
پھدک پھدک کر چلتا ہے یہ
تیزی سے ڈگ بھرتا ہے یہ
کائیں کائیں اس کی بولی
رہتا ہے یہ ٹولی ٹولی
اس کی غذا ہے کیڑے مکوڑے
مچھلی، مینڈک، گوشت نہ چھوڑے
چڑیا اور مرغی کے چوزے
کووں سے بچ ہی نہیں سکتے
پیڑوں پہ رہتے ہیں کوے
ہر موسم سہتے ہیں کوے
کوے جب دانا چگتے ہیں
سنتری اک اپنا رکھتے ہیں
ان کی حفاظت وہ کرتا ہے
چوکنا ہر دم رہتا ہے
خطرہ کوئی جب پاتا ہے
کووں کو جب بتاتا ہے
باتیں بھی کرتے ہیں کوے
کھانے پہ مرتے ہیں کوے
بارش میں یہ نہاتے بھی ہیں
خوش ہوتے ہیں گاتے بھی ہیں
خوب ہے ان میں بھائی چارا
ناتا ہے کووں میں پیارا
ایک اگر مر جائے کوا
کووں کو بلوائے کوا
اسکی صدا پہ آ جاتے ہیں
نوحہ سوگ کا سب گاتے ہیں
اک حد تک جب کوے آئیں
لاش پہ اسکی شور مچائیں
چین نہیں پاتے ہیں کوے
اشکوں میں نہاتے ہیں کوے
جون اور جولائی کے اندر
کوے بناتے ہیں اپنا گھر
گھونسلے میں چھپ کے تک دیتی ہے
انڈے جب مادہ سیتی ہے
نکلتے ہیں جب ان کے بچے
خوش ہوتے ہیں ماں باپ انکے
انسانوں میں کووں جیسا
کاش افق ہو جائے ایکا

افق دہلوی۔ لاہور

☆☆☆

کالی گھٹائیں اور بارش

پانی برس رہا ہے
پانی برس رہا ہے
چھم چھم برس رہا ہے
جھم جھم برس رہا ہے
بادل گرج رہے ہیں
بچے تو ڈر رہے ہیں
بجلی چمک رہی ہے
کھیتوں کو تک رہی ہے
دہقان خوش ہیں سارے
قدرت کے ہیں نظارے
بچے نہا رہے ہیں
قہقہے لگا رہے ہیں
ہر کوئی ہنس رہا ہے
پانی برس رہا ہے
لو آئے اور بادل
ہر سمت چھائے بادل
بارش نے زور پکڑا
پانی نے شور پکڑا
کالی گھٹا بھی چھائی
اور آندھی ساتھ لائی
پھر چھا گیا اندھیرا
کالی گھٹا نے گھیرا
طوفان سا ہے آیا
ہر سمت خوف چھایا
ایک گھر اور گرا ہے
لائٹ چلی گئی ہے
پانی کا زور دیکھو
بارش کا شور دیکھو
چھم چھم برس رہا ہے
جھم جھم برس رہا ہے
ہر سمت پانی پانی
دریا سی ہے روانی
چمن نہا رہے ہیں
خوش ہو کے گا رہے ہیں

ادیب سمیع چمن۔۔۔ حیدرآباد

☆☆☆

السلام علیکم

انعامی خط اول

1 ماہنامہ پھول کا 336 واں شمارہ میرے سامنے پڑا میرے ذہن کو مہکا رہا ہے۔ یوم دفاع پاکستان نمبر بلاشبہ کمال ہے اور اس شمارے میں ایک منفرد اور نئی بات جو میری روح کو خوش کر گئی اس شمارے کا انتساب ہے۔

میرے سامنے "7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی کے اراکین کے نام۔ جنھوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا بل پاس کیا" کے الفاظ جگمگا رہے ہیں اور میں اب تک ان الفاظ کو کئی مرتبہ چوم چکا ہوں۔ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاشبہ ایک مسلمان کے لئے ایک انتہائی حساس مسئلہ ہے۔ اور ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر "غیر مشروط" ایمان ہی ایک مکمل مسلمان کی پہچان ہے۔

مفہوم حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ کسی بنانے والے نے ایک انتہائی خوبصورت محل بنایا۔ جو شخص اس محل کو دیکھتا اس کی تعریف کرتا۔ اس کا ہر کونہ خوبصورتی کے لحاظ سے اپنی مثال آپ تھا۔ لیکن اس محل میں صرف ایک جگہ صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی۔ جو شخص بھی اسے دیکھتا وہ کہتا کہ یہ عمارت شاہکار ہے۔ لیکن صرف یہ ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے اگر یہ بھی مکمل ہو جائے تو یہ عمارت بے مثل و بے مثال ہو جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اصحاب میری مثال بھی ایسے ہی ہے۔ میں قصر نبوت میں لگائی جانے والی وہ آخری اینٹ ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

قرآن مجید میں بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے!

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں بلکہ وہ تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انبیاء کے خاتم ہیں۔"

ہمارے لئے یہ اعزاز کی بات ہے کہ اس معاملے میں ہم بھی پیچھے نہیں ہٹے اور ہم "ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے لئے کوئی بھی انتہائی قدم اٹھانے سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ الحمدللہ وہ خاکوں کا مقابلہ اب منسوخ ہو چکا ہے۔ اللہ ہمارے ایمان اور ہمارے جذبوں کو سلامت رکھے۔ آمین۔

ماشاءاللہ تحریر "امین الامت" زبردست تھی۔ میں نے حضرت عبیدہ ابن جراح کے بارے میں کافی پڑھا لیکن ان کے خطاب "امین الامت" بقول حضرت عمرؓ سے پہلی دفعہ روشناس ہوا۔ اداریہ میں آپ نے دونوں مسئلوں کو بیان کیا اور اگر یہ کہا جائے کہ حالات حاضرہ کے اہم مسائل کو کوزے میں بند کر دیا تو بے جا نہ ہوگا۔ "حق حسین برحق حسینؓ" زبردست تحریر تھی۔

یہ اندرابی کے بارے میں میں نے پہلے بھی کافی معلومات لیں ہیں۔ ماشاءاللہ وہ پاکستان سے محبت کے جذبے سے سرشار ہیں۔ اور اس کا اظہار وہ بندوقوں کے سائے تلے بھی کرنے سے نہیں ہچکچاتیں۔ اپنے کشمیری بھائیوں سے بھی رابطہ ہوتا رہتا ہے اور ماشاءاللہ وہ کٹر ہندو ذہنیت کے حامل لوگوں کے زیر سایہ کام کر کے بھی پاکستان سے محبت جسے میں محمد ان کے "جذبہ اسلام" سے تعبیر کرتا ہوں کا اظہار کرنے سے پیچھے نہیں ہٹتے۔

"نذیر انبالوی" کی تحریریں ہمیشہ لاجواب ہوتی ہیں۔ اگر ان کی کتب کی فہرست پھول میں شائع کر دیں تو بڑا احسان ہو گا۔ یوم دفاع کے متعلق معلومات بڑی زبردست تھیں۔ "عاطف فاروق" کی تحریر "ستمبر 1965ء کی جنگ کے حیرت انگیز واقعات" منفرد تھی کیونکہ اس میں سے بہت سی نئی چیزیں پتہ چلیں۔

"واٹر ڈپلومیسی" ایک حقیقت کو بیان کر گئی اور یقیناً جب تک ہم خود "بطور پاکستانی قوم اور مملکت خداداد کے باسی ہونے کے ناطے اس انتہائی اہم خزانے کو محفوظ نہیں کریں گے تبدیلی نہیں آئے گی۔ آخر میں اللہ سے دعا ہے کہ پھول کو ہمیشہ مہکتا رکھے۔ آمین۔ (محمد ابوہریرہ..... منڈی بہاؤالدین)

انعامی خط دوم

2 سب سے پہلے بات ہو جائے "اداریے" کی جو ہمیشہ کی طرح ہمیں تفکر کے عمیق سمندر میں لے گیا۔ جی ہاں اب ہمیں جغرافیائی سرحدوں سے زیادہ اسلامی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کی جانب اپنی توجہ مبذول کرنی ہوگی جو اس وقت زیادہ خطرے میں ہے۔ عائشہ صدیقہ نے منفرد مگر جامع انداز میں امام عالی مقام کی شہادت کی اصل وجہ کو بیان کیا۔ جو یقیناً حق و اسلام کی سربلندی ہے۔ سردار جوانان جنت نے اسلام کے دفاع کی خاطر اپنے پورے گھرانے کی قربانی پیش کر کے ثابت کر دیا کہ باطل کو ایک دن شکست فاش ہونی ہی ہوتی ہے۔ آج اس امر کی ضرورت کی ہے کہ ہم اس عظیم واقعہ کی قربانی کے اصل مقصد کو سمجھیں اور صرف اپنی ذات میں ہی انقلاب لے آئیں تو وہ دن پھر دور نہیں جب مسلمان اپنی کھوئی ہوئی عظمت رفتہ کو پانے میں کامیاب ہو جائیں گے جب ان کے لئے آسمان سے من وسلویٰ اترے گا جب ان کی مدد کے لئے فرشتے اتریں گے مگر اس کے لیے عمل شرط ہے۔ اس کے بعد اگر بات کی جائے 6 ستمبر کی تو نہالان وطن کو تاریخ سے جوڑے رکھنے میں پھول نے ہمیشہ اپنا کردار ادا کیا ہے۔ بچے درخت کی اس نازک شاخ کی مانند ہوتے ہیں جسے کسی گلستان کا مالی جو رخ دینا چاہے دے سکتا ہے۔ بچپن میں جو تحریریں پڑھی جاتی ہیں یا جو کہانیاں سنی جاتی ہیں ان کے نقوش لوح ذہن میں محفوظ ہو جاتے کہ لڑکپن اور جوانی کا کوئی مرحلہ بھی ان نقوش کو محو نہیں کر سکتا۔ غالباً مسلمان بچے کی پیدائش کے فوراً بعد اس کے کانوں میں دی جانے والی اذان میں یہی فلسفہ کارفرما ہے۔ اطباء کی تحقیق کے مطابق اولاً جو الفاظ نومولود کے کان میں پڑتے ہیں وہ کم و بیش 65 برس تک تحت الشعور میں محفوظ رہتے ہیں۔ مسلمان قوم ہونے کے ناطے اپنی نسل نو کی فکری آبیاری اور بچپن ہی سے ان کی اخلاقی تربیت ہم سب کی ذمہ داری ہے' ماں باپ کی ذمہ داری ہے' معلمین کی ذمہ داری لیکن اصحاب قلم و قرطاس پر یہ ذمہ داری کئی گناہ زیادہ ہو جاتی ہے۔ آج دنیا سکڑ چکی ہے۔ مختلف حوالوں اور ذرائع سے اخلاقی قدروں کی بیخ کنی کے لئے مذموم کوششیں جاری ہیں۔ ایسے حالات میں بچوں میں مثبت سوچ پیدا کرنے کے لئے عمر کی درجہ بندی کے ساتھ مختلف قسم کی منتخب کہانیوں کی طباعت بھی انتہائی مفید ہے۔ پھول اور اس جیسے دیگر رسائے "بچوں کے ادب" پر خصوصی توجہ دے رہے ہیں، لیکن ہمارے ایڈیٹر بھیا جس محنت و لگن سے ننھے پھولوں کی آبیاری میں سرگرداں ہیں اس کا کوئی ثانی نہیں۔ اللہ جل شانہ ان کی اور ان کی پوری ٹیم کی خدمات قبول فرمائیں اور مزید خدمات کی توفیق ارزاں فرمائیں۔ (آمین)۔ نذیر انبالوی نے اپنی کہانی "بے حد شکریہ" میں یہ باور کروانے کی کوشش کی ہے کہ علم کے ذریعے ناممکن بھی ممکن ہو جاتا ہے۔ علم مومن کی گمشدہ میراث ہے اور جس قوم نے اس کو اپنی میراث بنایا اس نے اقوام عالم پر غلبہ پایا۔ ڈاکٹر ثمینہ ربانی نے اپنی کہانی کے ذریعے دور حاضر کے طفلان کو یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ ملک کی حفاظت جان کی حفاظت سے زیادہ ضروری ہے۔ پاکستان کی مسلح افواج کے سربراہان کے تعارف نے معلومات کو وسیع کر دیا۔ ہندوستان کی پہلی مسلمان خاتون پائلٹ سلطانہ فاطمہ نے ثابت کر دیا۔

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

"میں بھی تو پکارا جاؤں گا" چہرے کو اشکوں سے تر کر گئی۔
فضیلت بانو صاحبہ کو "ٹیلنٹ ایوارڈ" بہت مبارک ہو۔ لاہور
یک نمبر کا شدت سے انتظار ہے۔ 5 اکتوبر کو پوری دنیا میں
"اساتذہ کا عالمی دن" منایا جائے گا۔ استاد جو معاشرے کا
عظیم فرد ہے جو اس وطن کے مستقبل کے معماروں کو تیار کر رہا
ہے اب تک آنے والی حکومتوں نے ان کیلئے کیا خاص کیا؟
یورپ کے متعدد ممالک میں اساتذہ کو وہ عزت دی جاتی ہے
جو اس معاشرے کے کسی دوسرے عہدیدار کو حاصل نہیں اور اس
کا شمار ایسے ممالک میں ہوتا ہے جہاں عدالتوں میں اگر کسی
پروفیسر کو پیش ہونا پڑے تو اسے کمرہ عدالت میں کرسی پیش کی
جاتی ہے۔ امریکہ آج بھی کوئی پروفیسر صدر سے ملاقات کی
درخواست کرے تو صدر اولین فرصت میں اسے وقت دیتا
ہے۔ رہا معاوضہ تو چند سال قبل ہی چین نے استادوں کی
تنخواہوں میں 14 گنا اضافہ کیا ہے دیگر مراعات الگ ہیں
مگر پاکستان میں استادوں کی کوئی قدر نہیں۔ جس کی وجہ سے
اساتذہ ایمانداری سے اپنا کام نہیں کر پا رہے۔ حکومت کو اس
طرف بھی توجہ مبذول کرنی ہوگی۔ تمام اساتذہ کو میری طرف
سے سلام عقیدت! (زیب النساء..... راہوالی کینٹ)

انعامی خط سوم

3 اگست کے شمارے میں 'حمد باری تعالیٰ' شامل فرمانے
کا بے حد شکریہ۔ زندگی میں پہلی بار خط کو انعامی قرار دینے کا
بھی شکریہ ابر وقت شکریہ ادا نہ کر سکی جس کا افسوس ہے۔
ستمبر کا پھول یوم دفاع نمبر ہے۔ سرورق ہمیشہ کی طرح دیدہ
زیب اور متاثر کن ہے۔ جہاز اور فوجی دیکھ کے تو بچے ویسے
ہی خوش ہوتے ہیں۔ وطن کی حفاظت کریں گے ہم۔ وہ
پیارے پیارے بچے سرورق پر اس کا اظہار کرتے نظر آتے۔
ہمارا مستقبل یہی بچے ہیں اور انشاءاللہ انہوں نے ہی ملک کی
باگ ڈور سنبھالنی ہے اور حفاظت بھی ان ہی کی ذمہ داری ہو
گی۔ انشاءاللہ۔ بچوں کو ذمہ دار بنانے کے لیے ان کی تربیت
ضروری ہے اور 'پھول' یہ فریضہ بخوبی سرانجام دے رہا ہے۔
والدین، اساتذہ کے بعد 'پھول' ایک بہترین رہنما اور رہبر بن
کے بچوں کی تعلیم و تربیت کر رہا ہے۔
ستمبر میں محرم الحرام بھی شروع ہو گیا ہے۔ ہمارے اسلامی
سال کا پہلا مہینہ۔ جس کا نام لیتے ہی 'کربلا' کے واقعات
ذہن میں گردش کرنے لگتے ہیں۔ شہادت امام حسینؓ کے
حوالے سے نظمیں بے حد معیاری ہیں۔ آپ کی تحریر 'دار
(اپنا بھی)' بہت اچھی لگی۔ تازہ ترین موضوع پر لکھ کر قارئین
کے دل خوش کر دیے آپ نے۔ خاص تحفہ بھی اچھی تحریر
ہے۔
جاوید عقیل کی وفات کی خبر پڑھ کر دکھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کی
مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین ثم
آمین)۔ ماحولیاتی آلودگی اور انسانی صحت کے بارے فوزیہ
سعید نے اچھا لکھا۔
شازیہ کی زبردست کامیابی پر مبارکباد قبول فرمائیں۔ ماشاء
اللہ بچی لائق ہے۔ میٹرک بہت ہی زیادہ شاندار نمبروں سے
کیا ہے اس نے۔ اس کے روشن مستقبل کے لیے دعا گو
ہوں۔ فضیلت بانو کو اعزاز ملنے پر مبارکباد۔
(یاسمین کنول، پسرور)

☆..... سرورق پر موجود نونہال بلال جاوید اور ہشام جمشید،
جانثاران وطن معلوم ہو رہے تھے۔ پاک فوج کے طیارے کی
پرواز کی تصویر دیکھ کر خون گرم ہو گیا اور میں نے سوچا کہ کاش
میں بھی پاک فوج میں شامل ہو کر پاکستان کی خدمت سرانجام
دے رہا ہوتا۔ آپ کو میں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے
رسالے کے اداریے میں ہالینڈ کا تذکرہ کر کے اور ان کے
ناپاک عزائم کو نونہالوں کیلئے اجاگر کیا کیونکہ یہ صرف پاکستان
کا مسئلہ ہی نہیں بلکہ یہ پوری امت مسلمہ کا مسئلہ تھا اور آپ
نے ہالینڈ کی بنی ہوئی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے کا حکم دیا۔
میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اپنے حصے کا چراغ جلا کر ایک بہت
ہی عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ تحریک آزادی کے عظیم رہنما
سردار عبدالرب نشتر کی جدوجہد پڑھ کر آزادی پاکستان کی
مشکلات کا تصور ذہن میں آ گیا۔ محرم الحرام کے مہینے کی
نسبت سے آپ نے رسالے میں جو نظمیں شائع کروائیں
ان نظموں کو پڑھ کر کربلا میں حضرت سیدنا امام حسینؓ کی قربانی
کی تازگی ہمارے دلوں میں آ گئی اور قربانی کو یاد کر کے
آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ "ستمبر 1965ء کی جنگ کے
حیرت انگیز واقعات" تحریر پڑھ کر پوری 1965ء کی جنگ کا
نقشہ ذہن نشین ہو گیا۔ فضاؤں کی شہسوار سلویٰ فاطمہ نے
محنت کر کے اپنی صلاحیت کا لوہا منوایا۔ میں بھی تو پکارا جاؤں گا
"تحریر نے تو کمال ہی کر دیا اور کشمیر کی یاد دلوا کر آنکھیں
اشک بار کروا دیں۔ پھول انسائیکلو پیڈیا سے معلومات میں
کافی حد تک اضافہ ہوا۔ "نرالے ہیں انداز ہمارے" تو اچھی
مثال آپ تھے۔ مسکراہٹیں پڑھ کر تو ہمارے ہونٹوں پر
مسکراہٹیں بکھر آئیں۔ (محمد معاذ کی مصطفوی، بہاولپور)

☆..... ماہ ستمبر کا شمارہ یوم دفاع نمبر ملا۔ بلال اور ہشام کے
عزم کو سراہتے صفحات پلٹے۔ اداریہ میں کئی باتوں کا احاطہ کیا
گیا ہے ہر بات اپنی جگہ بہت اہم ہے۔
عنایت دیکھنا ہے مزے کی تحریر ہے۔ جسے پڑھ کر ہم بھی
اپنے بچپن کے دور میں جا پہنچے۔ "بے حد شکریہ" لاجواب
ہے۔ نذیر انبالوی صاحب کا بے حد شکریہ جنہوں نے ایسی
لاجواب تحریر لکھی۔
اس بار دیگر کہانیوں میں عقلمند بکری، بہادری، میں بھی پکارا
جاؤں گا اور ادلے بدلے بھی منفرد ہیں۔ خواہش، نظریاتی دفاع،
کامیاب حکمت عملی، خاص تحفہ، دیا جلتا رہا بھی خوبصورت
تحریریں ہیں۔
یوم دفاع کے حوالے سے عاطف فاروق کا مضمون زبردست
رہا۔ جذبہ حب الوطنی اور جوش ایمانی میں اضافہ کیا۔ آم کی
باتیں اور سلویٰ فاطمہ کے بارے میں پڑھ کر فخر محسوس ہوا۔
دوسری دھرتی کے مہمان کا آخری حصہ بہت پسند آیا۔ سائنسی
کہانی کا اختتام زبردست تھا۔
شعیب بھیا جی کی شاندار کامیابی پر ڈھیروں مبارکباد قبول
فرمائیں۔ اللہ مزید کامرانیوں سے نوازیں۔ اپنے والدین کی
آنکھوں کی ٹھنڈک بنائیں آمین۔ (عشرت جہاں، لاہور)

☆..... ماہ ستمبر کا شمارہ ہمیشہ کی طرح بہترین تھا۔ ہر کہانی اعلیٰ
تھی۔ خاص طور پر "میں بھی تو پکارا جاؤں گا" اور خدا تو نیت
دیکھتا ہے۔ آپ نے بھی بہت اچھی کہانی لکھی تھی مجھے
پسند آئی۔ سلسلہ "کہکشاں" مجھے بہت پسند ہے بلکہ مجھے ہی
کیوں ہر پڑھنے والوں کو پسند ہوگا۔ کیونکہ یہ سلسلہ ایک اپنی
منفرد پہچان رکھتا ہے۔ (محمد اسد شاہد، چشتیاں)

☆..... انتساب تو آپ کے رسالے کی نئی روایت، تو کیوں
پسند آئے اور ہاں اسے جاری رکھیے گا۔ اداریہ میں تو بہت
ہی سبق آموز باتیں ہوتی ہیں اور ہم اس پر عمل بھی کرتے ہیں
اور دوسروں کو بھی عمل کرنے کی تاکید کرتے ہیں۔ عقلمند بکری
کی عقلمند باتیں سننے کو ملیں اور ان سے معلومات حاصل کیں۔
سیدہ نرجس فاطمہ تو جذبات کی ملکہ ہیں۔ اس دفعہ بھی انہوں
نے ہونہار ذہن کا استعمال کرتے ہوئے کیا خوب کہانی لکھی
کہ "میں بھی تو پکارا جاؤں گا"۔ بہت زیادہ پسند آئی۔ یوم
دفاع سے متعلق ہر لکھاری کی تحریر متاثر کن رہی اور ان سے
استفادہ کیا۔ سائنس کی دنیا میرا پسندیدہ سلسلہ ہے۔
انسائیکلو پیڈیا معلوماتی باتوں سے بھرپور تھا۔ غرض یہ کہ
رسالے میں ہر چیز دلچسپ تھی۔ (مسکان رانا، ننکانہ آباد)

☆..... 6 ستمبر آپ نے اچھا منایا ہوگا۔ یہ وطن ہم نے
ہزاروں جانیں دے کر حاصل کیا۔ ہمارے قائداعظم کی ان
تھک کوششوں کے بعد ہمارا وطن بنا۔ آج بھی ہمارا پرچم بلند ہو
رہا ہے۔ کچھ گستاخوں نے تو نعوذ باللہ ہمارے رسول
پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویروں کی نمائش کرنے کی
غلطی کر رہے تھے جو امت مسلمہ کی تنقید پر نمائش انہیں ختم
کرنا پڑی۔ محرم الحرام کا مہینہ بھی گزر جائے گا۔ 10 محرم کو
آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے حضرت حسینؓ کی
شہادت کا دن ہے اور یہ سچ ہے کہ شہید مر کر بھی زندہ رہتا
ہے۔ جیسا کہ میجر عزیز بھٹی شہید، راشد منہاس شہید، لاکھ
جان دو بیٹا شہید ایسے نوجوانوں نے تن من دھن کی بازی تک
لگا دی۔ اس ماہ رسالہ جلد مل گیا۔ تمام کہانیاں اچھی اور
معیاری تھیں۔ (زوہیب الرحمٰن، بستی صابو خیل)

☆ میں ماہنامہ پھول بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔ میں اسے بہت پسند کرتا ہوں اس بار تمام کہانیاں اچھی تھیں۔
(فرحان خان، دوہوا)

☆ ...... اس بار تمام کہانیاں بہت اچھی تھیں۔ خدا نوائے وقت گروپ کی حفاظت فرمائے (آمین)۔ خدا جناب مجید نظامی (مرحوم) اور حمید نظامی (مرحوم) کو جنت الفردوس میں جگہ دے (آمین)۔ پھول کی ادارت کے 27 سال مکمل ہونے پر آپ کو مبارکباد۔
(ہمایوں اختر، علی رضا، محمد عمر، محمد حسنین، دوہوا)

☆ ...... ستمبر 2018ء کا پھول اپنے منفرد انداز میں جلوہ گر ہوا۔ یہ شمارہ یوم دفاع نمبر ہے۔ اسی ماہ چھ ستمبر کو ہمارے ازلی اور مکار دشمن بھارت نے چوروں کی طرح وطن پاک پر بزدلانہ حملہ کر دیا۔ اس کی افواج کا خیال تھا کہ پاک فوج غافل ہوگی اور ہم لاہور پر قبضہ جمالیں گے۔ انہیں شاید اندازہ نہیں تھا کہ دنیا میں صف اول کی فوج پاکستان کی فوج ہے۔ پاک فوج نے نہ صرف بزدل بھارتی فوج کی یلغار کو روکا بلکہ سترہ روزہ اس جنگ میں بھارت کا بہت سا علاقہ فتح کر لیا۔ دوہرے معیار کے حامل ملک روس نے جب اپنے اس بغل بچہ کی حد سے زیادہ پٹائی ہوتی دیکھی تو اس نے بھارت کو بچانے کے لئے جنگ بندی کروائی اور نام نہاد معاہدہ تاشقند کے ذریعے مفتوحہ علاقہ بھارت کو واپس دلایا اس وقت کے نکمے بھارتی وزیراعظم لال بہادر شاستری کو اتنی خوشی ہوئی کہ وہ خوشی برداشت نہ کر سکا اور اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ سرورق کو یوم دفاع نمبر کے حوالے سے سجایا گیا ہے۔ سرورق کی خوبصورتی میں دو جوانوں کی تصاویر نے بہت اضافہ کیا ہے۔ جن کا عزم ہے کہ وطن کی حفاظت کریں گے ہم۔ انشاءاللہ۔ احتساب 7 ستمبر 1974ء کی قومی اسمبلی کے اراکین کے نام کیا گیا۔ جنہوں نے قادیانی فتنہ کو ختم کیا اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے فتنہ گر کے ماننے والوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر مسلمانوں کا سر فخر سے بلند کر دیا۔ حمد و نعت سے ایمانوں کو تازہ کرتے ہوئے کرنیں میں امین الامت کے عنوان کے تحت ایک بہت بڑا سبق تمام مسلمان حکمرانوں کے لئے ہے۔ اداریہ میں آپ نے جو سبق بچوں کو دیا ہے وہ لاجواب ہے۔ سید الشہداء حضرت امام حسینؓ کی خدمت عالی شان میں جو نذرانہ عقیدت پیش کیا گیا ہے وہ آپ کی شان مبارک کے عین مطابق ہے۔ اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد۔ 7 ستمبر کا دن ہم مسلمانوں کے لئے عید کا دن ہے ہمیں اس دن عید جیسی خوشی منانی چاہیے۔ ختم اسلام محترمہ آسیہ اندرابی کے بارے پڑھ کر دل خوشی سے جھوم اٹھا۔ یہ بالکل ایک حقیقت ہے کہ خدا نیتوں کو دیکھتا ہے۔ بے شک ملکوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ "بے حد شکریہ" میں انفرادی ماحت کے

درمیان اچھے تعاون کی مثال پیش کی گئی ہے۔ پھول وظائف بہت اچھا سلسلہ ہے، ستمبر کے اہم واقعات میں بہت بڑی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ عقلمند بکری میں ایک سبق پیارے انداز میں دیا گیا ہے۔ تحریک آزادی کے عظیم راہنما سردار عبدالرب نشتر کے لئے اچھا نذرانہ عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ دشمن ہوا باز میں بھی ایک سبق پوشیدہ ہے۔ امام عالی مقام کے حضور منظوم نذرانہ عقیدت بہت پسند آیا۔ رب کریم پھول کو پھولوں کا گلدستہ بنائے رکھے۔" آمین"۔
(ریاض حسین قمر، منگلا ڈیم)

☆ ...... دوسروں کی طرح میری بوڑھی آنکھوں نے بھی عید قربان کے ہنستے مسکراتے خوبصورت چاند کا نظارہ کیا۔ پوری امت مسلمہ کے لئے خوشیوں کا پیغام لایا۔ ساتھ ہی سنت ابراہیمی (قربانی) کی ادائیگیوں کی تیاریوں کا آغاز ہو گیا۔ مسلم دنیا میں خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ عید قربان اور یوم آزادی کی دل کی گہرائیوں سے مبارک۔ 71 واں یوم آزادی بھی مبارک۔ (ڈاکٹر عبدالعزیز چشتی، جھنگ)

☆ ...... یکم ستمبر کی صبح ...... سورج بڑی شان سے نکلا ہوگا۔ ہوا بھی بڑے مان سے جھومتی پھر رہی ہوں گی کیونکہ 6 ستمبر آنے کو تھا۔ "یوم دفاع" تاریخ ساز دن جو ہم سب کو بہت سے شہیدوں اور غازیوں کی یاد دلاتا ہے۔ جن کی وجہ سے یہ وطن محفوظ رہا۔ جن کی رسم وفا کو آج بھی کتنے جوان قائم رکھے ہوئے ہیں۔ جس ملک کی مائیں "سپاہی محمد انیس" کی ماں جیسی ہوں جو اپنے شہید بیٹے کی وردی کو خوشبوؤں سے مہکا کے رکھتی ہے اور اپنے مزید چار بیٹوں کو اسی وردی میں دیکھنا چاہتی ہو، اس ملک کا دفاع ناقابل شکست ہے۔ جس دیس کی ماں اپنے شہید بیٹے کی قبر پر کھڑی آنسو بھری آنکھوں اور ضبط سے سرخ ہوئے چہرے کے ساتھ بھی "الحمدللہ" کہتی ہوں وہ دیس تا قیامت رہے گا (انشاءاللہ)۔ جس دیس کی فضائیں "مریم مختار شہید" کے چٹانوں جیسے جذبے رکھتی ہوں وہاں دشمن اپنے پر نہیں مار سکتا۔ یہ وطن اور اس کا دفاع ہمیشہ تابندہ رہے۔ (آمین)۔
بات کی جائے "پھول" کی تو ہر کہانی بے مثال، ہر لفظ لازوال جذبے لیے ہوئے تھا۔ وطن سے محبت کا جذبہ ایک ایک لفظ سے جھلکتا نظر آیا۔ ایڈیٹر صاحب کا بھی شکریہ جن کے چٹکلے اس ماہ کے خطوط میں دوبارہ نظر آئے۔ انہی چند لفظوں کی بدولت قلم کتنی ہی مرتبہ تھم جاتا ہے کہ کیا خبر کس لفظ پر مرچ مصالحہ چھڑک دیا جائے، کہاں تنقید ہو جائے، کہاں بات نکاری جائے۔ اصلاح کا یہ انداز پہلی دفعہ دیکھا ہے۔ مگر لاجواب دیکھا ہے۔ ستمبر کی سب سے خاص بات بتاتی چلوں کہ یہ "مصطفیٰ ملی" کی پیدائش کا مہینہ ہے۔ جس کا قلم ہمیشہ اپنے پاکستان کے دفاع میں سرحد پر کھڑے کسی فوجی جوان کا

جذبہ لیے ہوئے ہے۔ تمام پاکستانیوں کی خوشیوں کے دعا کے ساتھ فی امان اللہ۔ (سلمیٰ صفی، بسن)

☆ ...... ستمبر کے پھول کے سرورق پر بلال اور ہشام کی تصویر دیکھ کر سب گھر والے حیران رہ گئے۔ پھر خوشی سے دیوانے ہو گئے۔ اور پوچھنے لگے "کیا پھول جیسے بچوں کے سب سے معیاری اور بڑے میگزین کے سرورق پر ہمارے بچوں کی تصویر واقعی شائع ہو گئی ہے"۔ میں نے کہا "ہاں بالکل ایسا ہو گیا ہے"۔ سب گھر والے آپ کا شکریہ ادا کر رہے ہیں اور پھول میگزین بڑے فخر سے اپنے سب جاننے والوں کو دکھا رہے ہیں اور بلال اور ہشام کہہ رہے ہیں کہ پھول تو ہم پہلے سے ہی ذوق و شوق سے پڑھ رہے ہیں مگر اب ایسا لگتا ہے کہ ہم پھول کا حصہ بن گئے ہیں۔ انکل اتنی ڈھیر ساری خوشیاں دینے کا شکریہ۔ (جاوید اقبال لاہور)

☆ ...... اس دفعہ کا رسالہ بہت اچھا تھا۔ نظریاتی دفاع اخلاق کی قید کامیاب حکمت عملی بہت اچھی تھیں۔ میری دعا ہے کہ پھول رسالہ اسی طرح دن رات ترقی کرے۔ (آمین)۔
(محمد سبحان منصورہ)

☆ ...... دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو سدا آباد رکھے اور اسے ترقی دے پاکستان ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ ہمیں بھی پاکستان کی ترقی کے لئے کام کرنا چاہیے۔ پاکستان اس وقت پانی کی کمی کا شکار ہے۔ ہماری زراعت دریائی پانی پر منحصر کرتی ہے۔ آئندہ کچھ سالوں میں پاکستان پانی کی کمی کا شکار ہو جائے گا۔ ہمیں بڑھ چڑھ کر اپنے پاکستان کے لئے امداد دینی چاہیے تاکہ ہم آئندہ آرام سے رہ سکیں ہمارا ایک روپیہ بھی ڈیم کے لئے ضروری ہے۔ یہ صدقہ جاریہ ہے۔ یہ دنیا اور آخرت دونوں کے لئے فائدہ مند ہے۔ بیرون ملک موجود پاکستانی بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔
(زاہد علی ملک ہاؤس پاکپتن شریف)

☆ ...... مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ (ہمارا پھول رسالہ) بہت بہت زیادہ ترقی کر رہا ہے۔ ہمیں پھول سے دینی و دنیاوی رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ میری بھی دعا ہے کہ یہ اور بھی زیادہ ترقی کرے تاکہ ہماری آنے والی نسلوں کے لئے یہ بہت اچھا ثابت ہو۔ آمین۔ (لاہور اعظم سلمیٰ، ٹنڈو گنگ)

☆ ...... حسین سرورق سے مزین ستمبر 2018ء کا "یوم دفاع نمبر" ہاتھوں میں ہے۔ پھول اپنی نوعیت کا منفرد رسالہ ہے۔ اس سے بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے اور سیکھنے کا عمل تو ہمیشہ جاری رہنا چاہئے۔ اس لیے ہم بھی سیکھتے رہتے ہیں پیارے پھول میگزین سے۔ ستمبر کے شمارے میں اپنا خط دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ اداریہ ہمیشہ بہترین ہوتا ہے۔ پرویز شہریار نے درست لکھا کہ اللہ تو نیت دیکھتا ہے۔ اور نذیر انبالوی ہمیشہ بلاشبہ بہترین کہانیاں تخلیق کرتے ہیں۔ اگر ہر کوئی اپنے اپنے

جسے کے فرائض ادا کرے تو ہمارا معاشرہ سنور سکتا ہے۔ "عقلمند بکری" نے تو ہماری بھی آنکھیں کھول دیں۔ "بہادری ایک عزم" بہترین تحریر تھی۔ سیدہ نرجس فاطمہ منفرد لکھتی ہیں۔ "میں بھی تو پکارا جاؤں گا" نے افسردہ کر دیا۔ نظریاتی دفاع، دیا جلتا رہے اور خاص تحفہ اچھی تحریریں تھیں۔ سلطان نوید کا تحفہ ہمیں بھی پسند آیا۔ ستمبر 1965ء کی جنگ کے حیرت انگیز واقعات پڑھ کر ہم واقعی حیرت میں مبتلا ہو گئے۔ جس طرح ہماری فوج نے جرأت و بہادری سے دشمن کو شکست دی اس کی کہیں مثال نہیں ملتی۔ یہ بھی سچ ہے کہ جنگ ہتھیاروں سے نہیں جذبوں سے لڑی جاتی ہے اور یہ جذبے اس وقت ہماری پوری قوم میں موجود تھے اور بلاشبہ ستمبر 1965ء کی فتح لا الٰہ الا اللہ کی بدولت ہوئی تھی۔ کہکشاں تو رسالے کی جان ہے۔ پھول انسائیکلوپیڈیا، سائنس کی دنیا یہ سلسلے بھی بہترین ہیں۔ خطوط کی محفل میں کوثر خالدہ کا خط چار چاند لگا رہا تھا۔ آخر میں بس اتنا کہنا چاہوں گی کہ پھول یونہی ترقی کی منازل طے کرتا رہے اور اس کا معیار ہمیشہ بلند رہے آمین۔

(مصباح اکرام، کبیر والا)

☆...... تعریف اس خالق کی جس نے اس جہان کو تخلیق کیا اور ہمیں اشرف مخلوقات بنایا۔ اس دفعہ بھی پھول بہت خوشبودار تھا۔ اس میں ہر رنگ کے گلاب تھے اور کلیاں بھی۔ واقعی یہ گلستان تو بہت پیارا ہے اور مالک ذوالجلال ہمیشہ اس چمن کو یونہی ہنستا بستا رکھے۔ (آمین)۔ تمام کہانیاں سپرہٹ تھیں اور مجھے اعلیٰ ترین لگے سیدہ نرجس فاطمہ اور طیبہ وحید بھیروال اور کوثر خالدہ صاحبہ بہت پسند ہیں اللہ انہیں اور بھی عمر عطا کرے تاکہ وہ ہمارے لئے ہمیشہ یونہی لکھتی رہیں۔ اللہ کرے کہ اب پاکستان میں مثبت تبدیلی آئے۔ بڑے لوگوں کا احتساب ہو اور ہاں تمام بچوں کا رزلٹ خوب اچھا آئے۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ (آمین)

(سونیا کنول، چوک اعظم ضلع لیہ)

☆...... معمولات مطالعہ کی طرح پیارے پھول کا بھی اچھی طرح مطالعہ کیا۔ سچ پوچھیں ہر ماہ پیارے پھول کا شدت سے انتظار رہتا ہے۔ ابو کی طرح مجھے بھی اپنے گھر میں علمی و ادبی ماحول ملا۔ اور انہیں کی طرح میں بھی ذوق و شوق سے مطالعہ کرتی رہتی ہوں۔

(ارم سعدیہ، کھڑی)

☆...... سب سے پہلے تو میں ایڈیٹر بھیا کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے اداریہ میں ہالینڈ کے خلاف آواز بلند کی اور ان کی مصنوعات کے بائیکاٹ کرنے کا پرزور مطالبہ کیا۔ پھر حمد باری تعالیٰ پڑھ کر دل جھوم اٹھا۔ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھ کر مدینہ یاد آ گیا۔ پھر تھوڑا آگے چلے تو حضرت امام حسینؓ کی شان میں مضمون پڑھ کر کربلا کی یاد تازہ ہو گئی۔ پھر کافی سارا آگے چلے گئے تو فضاؤں کی شہسوار سلویٰ فاطمہ پڑھ کر جذبہ ملا پھر دوبارہ پیچھے چلے گئے تو بچوں کے شہنشاہ آمر کی باتیں اور فوائد پڑھنے لگ گئے۔ پھر میں بھی تو پکارا جاؤں گا پڑھا تو خون گرما گیا۔ پھر دوسری دھرتی کے مہمان پڑھا تو بہت ہی مزہ آیا۔ پھر سلسلوں میں اپنا نام 4 کاموں کی لائن میں دیکھا تو ایک بار پھر خون گرما گیا۔

(محمد طیب رضا مصطفوی...... بہاولپور)

☆...... آپ بہت اچھے ہیں۔ جو ہمارے لئے اتنا خوبصورت پھول نکالتے ہیں اور اس میں ہمارے پڑھنے کے لئے بہت کچھ ہوتا ہے۔ یہ ہماری تربیت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ہمیں نہ صرف اچھی اچھی کہانیاں پڑھنے کا موقع ملتا ہے بلکہ اس کے علاوہ بھی اس میں کافی معلومات ہوتی ہیں۔

(حسنین علی ولید احمد حیدر علی...... گوجر خان)

☆...... میرا نام بشارالاسلام نواب ہے۔ سب سے پہلے میں آپ اور پھول کی تمام ٹیم کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ آپ پاکستان کے بچوں کا مستقبل محفوظ بنانے میں بہترین کردار ادا کر رہے ہیں۔ پھول دنیا میں اپنی نوعیت کا بچوں کا سب سے بہترین رسالہ ہے۔ میں چار سال سے اس کا مستقل قاری ہوں۔ اس کے علاوہ میں آپ کو ایک خوشخبری کی بات بتاؤں کہ میں ایک مقامی تنظیم کی سنگ بنیاد اس لئے رکھی تاکہ ہم ماحول کو سرسبز و شاداب کر سکیں اور اس کے تحت ہم نے 300 سے زیادہ درخت لگائے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ پاکستان میں درخت بہت کم ہیں اور ماحولیاتی آلودگی بہت زیادہ درخت زیادہ اور ماحولیاتی آلودگی کو کم کرنا میری 20 ممبری تنظیم کے لئے کافی مشکل ہے کیونکہ ہم نے کام کے ساتھ ساتھ پڑھنا بھی ہوتا ہے۔ اس لئے میری پھول ساتھیوں سے درخواست ہے کہ وہ بھی اس کام میں ہمارا ساتھ دیں۔

(بشارنواب...... شکرگڑھ)

☆...... ستمبر کا شمارہ ملا۔ حمد و نعت سے دل کو منور کیا۔ کرنیں واقعی روشنی بکھیر رہی تھیں۔ اداریہ بہت ہی زبردست تھا۔ ہم الحمدللہ بائیکاٹ کر رہے ہیں۔ اداریہ میں آپ ہمیں خوبصورت باتیں سکھاتے ہیں۔ ہم ان پر عمل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ ہمارے دل میں وطن و قوم کی محبت پھول نے ہی پروان چڑھائی ہے۔ پھول نے ہی ہم میں عزم و ہمت پیدا کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ترقی عطا فرمائے، دین و دنیا میں سرخروئی نصیب فرمائے۔ آمین۔

(اسامہ حسن عطاری ملتانی...... ڈی جی خان)

☆...... سب سے پہلے حمد و نعت اور کرنیں پڑھیں اور پھر اداریہ۔ ارادہ ہی کیا تھا آواز اٹھانے کا کہ اہل باطل اپنے ناپاک ارادوں سے باز آ گئے۔ تمام مسلمان ملکوں کو مل کر ایسے اقدام کرنے چاہئیں کہ آئندہ کے لئے اس قسم کے گستاخوں کی کوئی لعین جسارت نہ کرے۔ کہانیوں میں پہلے "واٹر ایڈیمی" پڑھی۔ سیٹھ صاحب نے پہلے پہل تو متاثر کیا لیکن جلد ہی اپنا دوغلا پن ظاہر کر دیا۔ ایسے لوگوں کے سہولت کاری منصوبوں کو متاثر کرتے ہیں، ہمیں ہی عقل کرنی چاہئے۔ "عائشہ صدیقہ قادری صاحبہ کا مضمون" "برحق حسین" پڑھا۔ حضرت امام حسینؓ کی شہادت ان کی قربانی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ باطل کے آگے کبھی سر نہ جھکائیں۔ 7 ستمبر کے بارے میں ماریہ بشارت کا مضمون پڑھ کر اس وقت کی اسمبلی اور اس کے ممبران کو سلام پیش کیا جنہوں نے اتنا عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ "اے جنت اسلام" "حمزہ رحمٰن" نے آسیہ اندرابی کے بارے میں بتایا جس قوم میں اتنی بہادر مائیں بہنیں ہوں انہیں آزادی لینے سے کون روک سکتا ہے۔ "نذیر انبالوی" صاحب کا بے حد شکریہ بھی پسند آیا۔ "ذونیرہ بخاری" کی تحریر میں بکری کتنی عقلمند تھی کاش انسان بھی اتنے عقلمند ہو جائیں۔ "محمد اقبال گلشن" نے "دشمن ہوا ہار" کی تحریر کا انتخاب کیا بہت اچھی تحریر تھی۔ ہر دشمن نے جنگ ستمبر کے ہمارے قیدیوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے، اس کی مثال سپاہی مقبول حسین کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ "ڈاکٹر شیما ربانی" کی تحریر "بہادری ایک عزم" میں بچوں کی بہادری نے متاثر کیا۔ ہمیں اپنے اردگرد ایسے ہی نظر رکھنی چاہئے۔ "سلمی سلمی" کی کامیاب حکمت عملی میں پاک فوج کے جوانوں نے دشمن کو گھس کر مارنا کسے کہتے ہیں یہ بتایا۔ "سیدہ نرجس فاطمہ" کی تحریر "میں بھی تو پکارا جاؤں گا؟" پر تبصرہ لکھنا محال ہے۔ "ڈاکٹر فوزیہ سعید" کا مضمون "ماحولیاتی آلودگی" پڑھا ہمیں ضرور درخت لگانے چاہئیں۔ 6 ستمبر کے حوالے سے "محمد سجاد کھوکھر" اور "عاطف فاروق" نے اچھا لکھا۔ سب تحریریں بھی پسند آئیں۔ الغرض پورا پھول خوشبو سے لبریز تھا۔ وطن کے لئے دعا شہیدوں کی قربانیوں سے ملنے والا امن ہمیشہ اہل وطن کے چہروں پر مسکراہٹیں بکھیرتا رہے۔ آمین۔

(عائشہ طارق...... گجرات)

☆...... تمام لکھاریوں اور ادیب صاحبان نے یوم دفاع کے موقع پر تمام کہانیاں اور شہیدوں کے نام ان کی بہادری کے قصے بیان کیے ہیں جس سے بچوں نے اپنے شہداء اور نوجوان کو خراج تحسین پیش کیا ہے جس پر ہمیں ناز ہے۔ میں ماہنامہ پھول کو بڑے شوق سے پڑھتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ (آمین)۔

(رانا ماجد سلیم، بگلور کوٹ)

☆...... ستمبر کا شمارہ نمبر 1 (ون) تھا۔ عقلمند بکری، دشمن ہوا ہار، دوسری دھرتی کے مہمان، دیا جلتے رہے، واٹر ایڈیمی نمبر ون تھیں۔ کہکشاں میرا سب سے پسندیدہ سلسلہ ہے۔

(محمد زنیر، ننکانہ صاحب)

اونٹ اور خرگوش

خرگوش اونٹ کے آگے غرور سے چل رہا تھا.......

ناظمہ رفیق

کچھوے اور خرگوش والی کہانی تو آپ نے سن رکھی ہوگی جس میں خرگوش کو غرور نے شکست سے دو چار کروایا اور یہ خاصے شرمندہ بھی ہوئے۔ مگر مکمل طور پر سدھرے نہیں۔ ارے اگر یہ سدھر کر شریف انسان اوہ میرا مطلب ہے کہ شریف خرگوش بن گئے ہوتے تو بھلا ان کی یہ دوسری کہانی کیونکر وجود میں آتی۔

اب آپ سوچیں گے کہ آخر یہ کونسی ایسی کہانی ہے جس سے آپ واقف نہیں تو چلیں میں آپ کو کہانی سناتی ہوں۔ اب فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ خرگوش میاں اب بھی سدھرے ہیں کہ نہیں۔ جی جناب تو کہانی کچھ یوں ہے کہ:

ایک دفعہ ایک اونٹ سفر کے دوران اپنے مالک سے الگ ہوگیا اور راستہ بھٹک کر ایک جنگل میں آ نکلا۔ ہوا کچھ یوں کہ اونٹ جس رستے پر چلا جا رہا تھا وہاں سے ایک خرگوش کا گزر ہوا۔ اب خرگوش میاں نے اونٹ کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ مالک ساتھ نہیں اور اس کی نکیل کی رسی زمین پر لٹک رہی ہے۔ خرگوش میاں نے سوچا کہ موقع اچھا ہے وہ کچھ سوچ کر اونٹ کے قریب گئے اور اس کی رسی منہ میں ڈالی اور خراماں خراماں آگے کو روانہ ہوئے۔

اب آگے آگے خرگوش میاں چلتے جا رہے ہیں اور پیچھے پیچھے اونٹ ایک فرمانبردار بچے کی طرح چلے جا رہے ہیں۔ خرگوش میاں کو اس بات پر فخر محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اپنے سے بڑے جانور کی لگام تھامے ہوئے ہے اور اس کو اپنی مرضی سے چلا رہا ہوا ہے۔

انہیں خیالوں میں گم خرگوش میاں اپنی بہادری اور طاقتوری پر پوری طرح خوش بھی نہ ہو پائے تھے کہ چلتے چلتے دونوں ایک دریا کے کنارے جا پہنچے۔ کنارے پر پہنچ کر خرگوش میاں رک گئے اور پریشان ہو کر سوچنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیے کہ دریا تو وہ پار نہیں کر سکتے۔

اتنے میں اونٹ جو اتنی دیر سے خاموشی سے خرگوش میاں کے پیچھے پیچھے چلا جا رہا تھا بولا کہ ”اے میرے مالک چلیں اور دریا پار کریں“۔ مگر خرگوش بولا کہ ”میں تو دریا پار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ دریا گہرا ہے کہیں میں ڈوب نہ جاؤں“۔ خرگوش کی بات سن کر اونٹ بولا کہ ”میں آپ کیلئے دریا کی گہرائی کو ناپتا ہوں“۔ اور یہ کہہ کر اونٹ دریا میں اترا اور درمیان میں جا کر واپس مڑا اور خرگوش سے مخاطب ہو کر کہا کہ ”دیکھا میں نے کہا تھا نا کہ پانی زیادہ گہرا نہیں ہے یہ صرف میرے گھٹنوں تک ہی پہنچا ہے لہٰذا آپ بھی میرے ساتھ آئیں اور دریا پار کریں“۔

اونٹ کی یہ بات سن کر خرگوش بولا کہ ”افسوس تمہاری اور میری ٹانگوں کی لمبائی میں بہت فرق ہے لہٰذا تم مجھے اپنے پر سوار کرو اور دریا پار کرواؤ“۔ خرگوش کی یہ بات سن کر اونٹ نے اسے سبق سکھانے کا سوچا اور کہا کہ ”پہلے تم اپنی کمی اور کمزوری کو مانو اور سچے دل سے تسلیم کرو اور اپنے غرور کو ختم کر کے آئندہ کیلئے انکساری کا وعدہ کرو تو میں تمہیں بحفاظت دوسرے کنارے تک لے جاؤں گا ورنہ نہیں“۔ اونٹ کی اس درخواست کو خرگوش نے بخوشی مان لیا اور آئندہ کیلئے پکی توبہ کر لی اس طرح دونوں خوشی خوشی اپنے سفر کو روانہ ہوئے۔

دیکھا ساتھیو خرگوش میاں نے تو اپنی غلطی مان لی اور آئندہ اسے نہ دہرانے کا عہد بھی کر لیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم بھی خرگوش میاں کی طرح عقل مندی اور عاجزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کھلے دل سے اپنی غلطی کا اعتراف کریں اور پھر اسے دہرانے سے بچیں کیونکہ اس میں ہمارے لئے بھی تو ایک سبق ہے نا۔ اور مجھے یقین ہے کہ آپ سب بھی اس سے ضرور سبق حاصل کریں گے آخر ”پھول“ کے قاری ہیں عقل مند تو ہوں گے نا.......

☆☆☆

عہد

وہ اُس دن بابا سے ناراض ہو گیا تھا کیونکہ........

مریم حفیظ

حارث ایک ننھا منا سا بچہ تھا جس کے بابا اس سے بہت پیار کرتے تھے۔ جیسے ہی وہ رات کو کام سے واپس آتے تھے حارث کو پیار کرتے، اس کے ساتھ کھیلتے اور اس کو مزے مزے کی کہانیاں سناتے تھے۔ اکثر وہ کام سے واپسی پر اس کے لئے پیارے پیارے کھلونے بھی لاتے تھے جنہیں پا کر وہ بہت خوش ہوتا تھا۔ وہ روز شام کے بعد اپنے بابا کی واپسی کا انتظار کرتا تھا۔

آج بھی حارث اپنے بابا کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا، اسے جب دور سے اپنے بابا آتے نظر آئے تو وہ بھاگ کر ان کی طرف بڑھا لیکن انہوں نے اس پر زیادہ توجہ نہیں دی بلکہ ان کی توجہ کا مرکز ان کے ایک دوست تھے جو ان کے ساتھ ان کے گھر آ رہے تھے اور بابا انہی سے باتیں کیے جا رہے تھے۔ انہوں نے حارث کو ڈرائنگ روم کھولنے کا کہا اور پھر وہ دونوں ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر باتوں میں مصروف ہو گئے، حارث بھی وہاں موجود تھا اور بہت بور ہو رہا تھا۔ اس نے بابا کے پاس جا کر بابا کو زور زور سے بلانا شروع کر دیا جس کی وجہ سے بابا کو انکل کی بات سمجھنا مشکل ہو گئی تھی۔

بابا نے پیار سے سمجھایا مگر حارث بھی کیا کرتا اسے تو کھیلنا تھا۔ بس اس نے بابا کا ہاتھ پکڑ کر کھینچنا شروع کر دیا۔

"بابا کھیلتے ہیں نا، چلیں بابا کھیلتے ہیں"۔ حارث نے انہیں اپنی طرف کھینچ کر کہا۔

بابا نے حارث کو سختی سے ڈانٹ دیا۔ چونکہ اس سے پہلے انہوں نے کبھی اسے نہیں ڈانٹا تھا اس لیے اس کا دل بہت دکھی ہو گیا اور وہ روتا ہوا اپنی امی جان کے پاس چلا گیا۔ وہ بابا سے ناراض ہو گیا تھا۔ جب ان کے دوست واپس چلے گئے تو انہوں نے حارث کو بہت منایا مگر وہ تو بابا سے بات ہی نہیں کر رہا تھا اور ناراضی ہی میں سو گیا۔ صبح حارث اٹھ تو گیا لیکن وہ سکول نہیں جانا چاہتا تھا اس کا دل پڑھنے کو نہیں چاہ رہا تھا کیونکہ وہ بابا کی ڈانٹ کی وجہ سے بہت اداس تھا اسے لگ رہا تھا کہ بابا اس سے پیار نہیں کرتے۔

"امی جان! بابا مجھ سے پیار نہیں کرتے، ڈانٹتے ہیں، بس میں بابا سے بات نہیں کروں گا اور سکول بھی نہیں جاؤں گا"۔ حارث نے روتے ہوئے کہا۔

"نہیں بیٹا! بابا تو آپ سے بہت پیار کرتے ہیں۔ بس کل مصروفیت کی وجہ سے آپ کے ساتھ سختی سے پیش آئے، وہ آپ کے لیے ڈھیروں کھلونے لائیں گے"۔ امی نے پیار سے سمجھا بجھا کر حارث کو سکول بھیج دیا۔

کلاس میں حارث کا دوست اسامہ رو رہا تھا اور ٹیچر اسے پیار کر رہی تھیں۔

"ٹیچر! اسامہ کو کیا ہوا ہے کیوں رو رہا ہے؟"۔ حارث نے اپنی ننھی منی آواز میں پوچھا۔ "بیٹا! اسامہ کے ابو اللہ تعالیٰ کے پاس چلے گئے ہیں نا اس لیے وہ رو رہا ہے"۔ ٹیچر نے اسے پیار سے جواب دیا۔

"تو ٹیچر اللہ تعالیٰ کو کہیں کہ اسامہ کے ابو کو بھیج دیں وہ رو رہا ہے"۔ حارث نے بھولپن سے کہا۔

"بیٹا حارث! جو اللہ کے پاس جاتا ہے وہ واپس نہیں آتا"۔ ٹیچر نے اسے سمجھایا۔

"کیا؟ وہ بھی واپس نہیں آتا؟ تو اسامہ اب کس کے ساتھ کھیلے گا، اسامہ کو کھلونے کون لے کر دے گا؟"۔ حارث نے پوچھا تو ٹیچر نے کہا کہ "اب اسامہ اکیلا ہو گیا ہے، آپ لوگ اس کے ساتھ کھیل کر اس کا دل بہلایا کریں"۔

میرے پاس تو بابا ہیں نا۔ جو مجھے پیار کرتے ہیں، میرے بابا مجھے کھلونے بھی لے کر دیتے ہیں۔ مجھے کہانیاں بھی سناتے ہیں۔ اسامہ کے پاس اس کے بابا نہیں ہیں اس لیے وہ روتا ہے۔ بابا کتنے اچھے ہوتے

ہیں نا۔ حارث گھر واپس آتے ہوئے سوچ رہا تھا۔

"بابا میں آپ سے ناراض نہیں ہوں گا۔ میں اللہ جی سے کہوں گا میرے بابا کو میرے پاس رہنے دیں۔ میں بابا کی ساری باتیں مانوں گا"۔ حارث نے دل ہی دل میں کہا۔

حارث کی ساری ناراضی اور شکوے شکایتیں اب محبت میں بدل گئی تھیں۔ اب وہ بابا سے بالکل ناراض نہیں تھا۔ اسے سمجھ آ گئی تھی کہ بابا کتنے خاص ہوتے ہیں وہ نہ ہوں تو کون ہمیں پیار کرے ہمیں کون کھلونے، کپڑے چیزیں لا کر دے کون ہم سے کھیلے؟۔ اگر کبھی بابا ڈانٹ بھی دیں تب بھی وہ ہم سے پیار کرتے ہیں۔ ہمیں ان سے ناراض نہیں ہونا چاہیے بلکہ ان کی بات ماننی چاہیے اور ان کو خوش کرنا چاہیے۔

اس نے دل ہی دل میں عہد کر لیا تھا کہ اب وہ بابا سے کبھی بھی ناراض نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی نعمت کی قدر کرے گا۔

اگر آپ بھی اپنے بابا سے ناراض ہیں تو مان جائیں اور بابا سے پیار کریں، ان کی بات مانیں، کیونکہ وہ بھی آپ سے پیار کرتے ہیں۔ اب آپ نے کبھی ان سے ناراض نہیں ہونا کیونکہ بابا بہت خاص ہوتے ہیں۔

☆☆☆

آخر یہ شخص کون تھا؟

پروفیسر خالد پرویز

جیسے ہی ان کے دل میں خدا خوفی اور دماغ میں نجات اخروی کا سودا سمایا تو دنیاوی تخت و تاج اور شاہانہ مزاج و رواج کو ٹھوکر مار کر گلے سے رات کی بے زبان تاریکی میں لوگوں سے چھپتے چھپاتے، واقف کاروں سے بچتے بچاتے نکل پڑے۔ لباس فاخرہ اتار پھینکا۔ غلاموں کے سے کپڑے زیب تن کیے اور مزدوری کی تلاش میں سفر آغاز کیا۔ وضع قطع اور چال ڈھال ایسی اختیار کی کہ کوئی نہ پہچان سکا کہ یہ وقت کا بادشاہ ہے۔ رب کی ذات روزی رساں ہے آخر ایک باغ کے مالک نے انہیں اپنے باغ کی نگرانی و نگہبانی کے لیے ملازم رکھ لیا۔ ملازمت ملتے ہی رب رحمٰن و رحیم کا شکر ادا کیا اور اپنے فرائض کی انجام دہی میں ہمہ تن مصروف و مشغول ہو گئے۔ جیسے ہی کوئی لمحہ فارغ پاتے رب ذوالجلال کی تسبیح و عبادت میں گزارتے۔

باغ کے مالک کو قطعاً یہ علم نہ ہو سکا کہ جس شخص کو اس نے باغ کی خدمت و حفاظت پر مامور کیا ہے وہ بادشاہ وقت ہے۔ ایک روز باغ کا مالک باغ کی سیر کو آیا تو اس نے اس نئے ملازم سے کہا "جاؤ کوئی میٹھا انار توڑ لاؤ۔ آج انار کھانے کو جی چاہ رہا ہے۔" وہ دوڑے گئے اور انار کے ایک درخت سے ایک انار توڑ لائے اور مالک کی خدمت میں پیش کیا۔ مالک نے اسے چکھا تو وہ کھٹا نکلا۔ مالک نے ان سے کہا۔ "میں نے تمہیں کھٹا نہیں میٹھا انار لانے کو کہا تھا۔ جاؤ کوئی دوسرا میٹھا انار لے کر آؤ۔"

وہ دوڑتے ہوئے گئے اور تیزی سے ایک اور انار توڑ کر لائے۔ انار کاٹا گیا۔ مالک نے چکھا تو وہ بھی کھٹا ہی تھا۔

مالک نے کہا "اچھا سا انار لاؤ جو میٹھا اور لذیذ ہو۔ اب دوسری دفعہ بھی کھٹا انار لے کر آ گئے ہو" وہ مالک کے حکم پر پھر باغ میں گئے اور اناروں کے مختلف درختوں کو دیکھتے ہوئے ایک درخت سے ایک خوبصورت سا انار لے آئے جو ان کی دانست میں ضرور میٹھا ہونا چاہیے تھا۔ مالک نے کہا "اسے کاٹو اور پیش کرو" انہوں نے اس انار کو کاٹا اور مالک کی خدمت میں پیش کیا۔ مالک نے اس خوشی میں کہ انار میٹھا ہوگا کافی سارے دانے منہ میں ڈالے مگر یہ کیا! یہ انار بھی کھٹا ہی نکلا۔ مالک نے انار کے دانے منہ سے نکال باہر پھینکے اور جھنجھلا کر بولا "ہم نے تمہیں اس لیے تو ملازم نہیں رکھا تو کوئی میٹھا انار بھی پیش نہ کر سکو۔ تمہیں یہاں باغ میں رہتے ہوئے اتنے دن گزر گئے مگر تمہیں اتنا بھی پتہ نہ چلا کہ انار میٹھا کون سا ہے؟ کوئی انار چکھ کر میٹھا سا لایا ہوتا! آخر تم کیسے ملازم ہو"۔ انہوں نے مالک کی یہ بات سنی تو بولے "جناب عالی! آپ نے باغ میں میرے سپرد محض نگرانی و حفاظت کے لیے کیا ہے۔ میرے اس کام میں کوئی کمی ہو تو بتائیے۔ تاہم میرا یہ کام نہیں ہے کہ جس چیز کی حفاظت کے لیے مجھے مقرر کیا گیا ہے اس کو چکھتا اور کھاتا پھروں۔"

مالک نے ملازم کا یہ جواب سنا تو حیران ہو کر بولا "واہ سبحان اللہ! اتنے پرہیزگار اور متقی! آپ تو ایسے بن رہے ہیں جیسے ابراہیم ادہم ہوں"۔

حضرت ابراہیم بن ادہم نے باغ کے مالک کے منہ سے جیسے ہی اپنا نام سنا تو فوراً اس اور پیٹھ سے باغ سے نکل آئے کہ کہیں میں پہچان نہ لیا جاؤں اور مالک حیران و پریشان یہ سوچتا رہ گیا کہ آخر یہ شخص کون تھا؟

☆☆☆

زمین کے بارے کچھ چھپے حقائق

1۔ زمین پر موجود سب سے خشک ترین مقام انٹارکٹیکا کی ڈرائی ویلی ہے جہاں پر گزشتہ 2 ملین سالوں سے بارش نہیں ہوئی۔

2۔ 99 فیصد سونا زمین کے مرکز میں پایا جاتا ہے۔

3۔ زمین نظام شمسی کا وہ واحد سیارہ ہے جو tectonics پلیٹس کے ساتھ ہے۔ ان پلیٹس کے نہ ہونے کی صورت میں زمین انتہائی گرم ہوتی جیسے کہ وینس ہے۔

4۔ زمین پر پائے جانے والے 90 فیصد آتش فشاں زیر آب ہیں۔

5۔ زمین پر پایا جانے والا 97 فیصد پانی نمکین ہے۔

6۔ باقی بچ جانے والے 3 فیصد پانی کا حصہ 70 فیصد حصہ برفانی چوٹیوں سے ڈھکا ہوا ہے۔

7۔ اس کے بعد بچ جانے والا زیادہ تر پانی زمین سے اس حد تک نیچے ہے کہ وہاں تک رسائی ناممکن ہے۔

8۔ اگر زمین کے مدار سے باہر نکل کر دیکھا جائے تو سب سے زیادہ چمکنے والا سیارہ زمین ہی ہے کیونکہ سورج کی روشنی زمین پر پائے جانے والے پانی پر پڑتی ہے۔

9۔ تکنیکی اعتبار سے ایک دن میں 24 گھنٹے نہیں ہوتے۔ بلکہ زمین یا بعض کے نزدیک سورج کو اپنا چکر پورا کرنے میں 23 گھنٹے 56 منٹ اور 4 سیکنڈ کا وقت لگتا ہے۔

10۔ زمین کی دوری سے کھینچی جانے والی تصویر کا فاصلہ 3.7 بلین میل تھا۔ اور اس تصویر کو Pale The DotBlue کہا جاتا ہے۔

11۔ اوزون کا سوراخ سکڑ رہا ہے اور 2012 میں گزشتہ دہائی کے مقابلے میں یہ سوراخ مزید چھوٹا ہو گیا تھا۔

12۔ دنیا کا 90 فیصد کچرا سمندر میں پایا جاتا ہے اور وہ پلاسٹک پر مشتمل ہوتا ہے۔

13۔ زمین پر موجود 95 فیصد سمندری علاقے تاحال غیر دریافت شدہ ہے۔

(زمرد سلطانہ۔ الہ آباد)

☆☆☆

روبی اپنے منصوبے میں کامیاب ہو گئی تھی اور.........

بلاعنوان

سیدہ عطرت بتول

عنائیہ اور رانی دونوں گہری سہیلیاں تھیں۔ وہ دونوں پہلی کلاس سے لے کر آٹھویں تک ایک ہی سکول اور ایک ہی کلاس میں ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے سے بہت مانوس تھیں۔ اس لئے انہیں کوئی اور سہیلی بنانے کی ضرورت نہیں پڑی۔ وہ مل کر پڑھائی کرتیں اور کھیلتی تھیں۔ تقریبات میں ایک جیسے کپڑے بناتیں۔ ان کے آپس میں پیار و سلوک کی وجہ سے کئی لوگ انہیں سگی بہنیں سمجھتے تھے۔

ان کے گھر بھی ایک دوسرے سے نزدیک تھے اور ان کے والدین کا بھی آپس میں اچھا میل جول تھا۔ چونکہ عنائیہ اور رانی اچھی بچیاں تھیں۔ اس لئے ان کے اساتذہ بھی انہیں پسند کرتے تھے اور سب ان کے اچھے اخلاق اور رویے کی تعریف کرتے تھے۔ اس لئے کئی لڑکیاں ان سے حسد کرنے لگیں۔ ان لڑکیوں میں روبی پیش پیش تھی۔ اس نے کئی دفعہ دوسری لڑکیوں کے ساتھ مل کر رانی اور عنائیہ کو اساتذہ کی نظروں سے گرانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہو سکی لڑکیوں کو ان کی آپس کی دوستی پر بھی رشک اور کبھی حسد ہوتا تھا اور کئی لڑکیاں ان دونوں کے درمیان غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش میں لگی رہتی تھیں۔

ایک دن عنائیہ اور رانی دونوں کی پسندیدہ ٹیچر مس زبیدہ کی سالگرہ تھی۔ مس زبیدہ ان دونوں کی اچھی عادات اور پڑھائی میں اچھا ہونے کی وجہ سے انہیں بہت پیار کرتی تھیں اور ان کی سالگرہ کے دن ہر سال یہ دونوں ان کے لئے بہت اچھے تحفے لے کر آتی تھیں اور اصرار کرتی تھیں کہ ہمارا تحفہ ضرور قبول کر لیں۔ کلاس کی سب لڑکیوں کو پتہ تھا کہ عنائیہ اور رانی کا تحفہ سب سے اچھا ہوتا ہے۔ اس معاملے میں بھی وہ ساری کلاس سے بازی لے جاتی تھیں۔ اس بار بھی حسب معمول لڑکیاں مس زبیدہ کی سالگرہ کی تیاری کر رہی تھیں۔ ان کا پروگرام تھا کہ چھٹی کے فوراً بعد کلاس کو غباروں اور آرائشی چیزوں سے سجا دیا جائے گا اور جب مس زبیدہ کلاس میں آئیں گی تو ان پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کی جائیں گی اور وہ سجے سجائے میز پر رکھا کیک کاٹیں گی۔ یہ سارا پروگرام طے ہو چکا تھا۔

روبی کلاس سے باہر نکلی تو دیکھا کہ عنائیہ اور رانی آہستہ آہستہ باتیں کر رہی تھیں۔ رانی کے چہرے پر کافی پریشانی کے آثار تھے۔ یہ دیکھ کر روبی آہستہ آہستہ چلتی ہوئی ستون کے پیچھے چھپ گئی اور ان دونوں کی باتیں سننے لگی۔ رانی کہہ رہی تھی۔ جیسے ہی میں بیگ کھول کر تحفہ نکالنے لگی تو مجھے خیال آیا وہ تو میں بیگ میں رکھنا ہی بھول گئی تھی۔ جب صبح ابو سکول چھوڑنے آئے تو وہ میں نے گاڑی کی سیٹ پر رکھا ہوا تھا۔ سوچا تھا کہ ابھی بیگ میں رکھتی ہوں لیکن گاڑی سے اترتے وقت بالکل ذہن سے نکل گیا۔ ابو کا دفتر شہر سے کافی دور ہے وہ مجھے سکول چھوڑ کر سیدھے دفتر چلے گئے تھے۔ اب اتنی دور سے ان کا وقت پر آنا بھی مشکل ہے اگر ابو کا دفتر قریب ہوتا تو پھر کوئی مسئلہ نہیں تھا وہ آ کر دے سکتے تھے۔ "کوئی بات نہیں" عنائیہ بولی۔ "مس زبیدہ سے معذرت کر لینا اور کل دے دینا۔ اتنا پریشان کیوں ہوتی ہو"۔ "کل تو میں دے ہی دوں گی۔ لیکن آج مجھے مس زبیدہ کے سامنے شرمندگی ہو گی اور مجھے خود بھی بڑا افسوس ہو رہا ہے کہ اتنے پیارے خریدا ہوا تحفہ بھول گئی"۔ رانی نے کہا۔ "اچھا اداس نہ ہو" عنائیہ بولی۔ "جو تحفہ میں نے خریدا ہے وہی ہم دونوں مل کر مس زبیدہ کو دے دیں گے اور کہیں گے یہ ہم دونوں کی طرف سے ہے"۔

"نہیں نہیں" رانی بولی۔ "میں تمہیں پریشان نہیں کروں گی۔ خود تو بدمزہ ہوئی ہی ہوں۔ کوئی بات نہیں چھوڑ دو کل دے دوں گی"۔

ان باتوں کے بعد عنائیہ اور رانی وہاں سے کلاس کی طرف چلی گئیں لیکن یہ ساری باتیں سن کر روبی نے ایک منصوبہ بنا لیا تھا آدھی چھٹی کے وقت جب سب لڑکیاں کینٹین کی طرف گئیں تو روبی نے جلدی سے عنائیہ کے بیگ کی زپ کھولی تحفہ تلاش کیا اور رانی کے بیگ میں رکھ دیا اور بڑی مطمئن ہو کر کلاس سے باہر چلی گئی اور پھر وہی ہوا جس کا منصوبہ روبی کے شیطانی ذہن نے بنایا تھا۔ جب سالگرہ کا پروگرام عروج پر تھا۔ مس زبیدہ نے کیک کاٹ لیا تھا۔ لڑکیاں غبارے پھٹنے کے شور میں ہنس کھیل رہی تھیں اور کیک بھی کھا رہی تھیں اور اب تحفہ دینے کی باری تھی۔ سب لڑکیاں اپنے اپنے تحفے دے چکی تھیں

جب عنائیہ نے اپنا تحفہ نکالنے کیلئے بیگ میں ہاتھ ڈالا تو دھک سے رہ گئی۔ وہ تحفہ وہاں موجود نہیں تھا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھ کر سب سے پہلے روبی نے بلند آواز سے پوچھا "کیا ہوا عنائیہ"۔ سب لڑکیاں اور مس زبیدہ بھی متوجہ ہو گئیں اور پوچھنے لگیں کہ کیا پریشانی ہے۔ عنائیہ نے بتایا کہ تحفہ اس نے خود اپنے ہاتھ سے بیگ میں رکھا تھا اور آدھی چھٹی کے وقت تک بیگ میں موجود تھا وہ اب بیگ میں نہیں ہے۔

"اوہو" مس زبیدہ پریشانی سے بولیں۔ اگر وہ آدھی چھٹی کے وقت تک آپ کے بیگ میں موجود تھا تو وہ یقیناً کسی نے چوری کیا ہے۔ یہ تو بڑی تشویش کی بات ہے کہ میری کلاس کی کوئی طالبہ اتنی غیر اخلاقی حرکت کرنے کی جرأت کرے یہ مجھے بالکل پسند نہیں۔" "مس ایسا کریں کہ سب کے بیگز کی تلاشی لے لیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ ہماری کلاس میں کوئی چور ہے یا نہیں ہے" روبی نے کہا۔

"ٹھیک ہے" مس زبیدہ بولیں۔ اور پھر انہوں نے خود سب کے بیگ چیک کرنے شروع کیے۔ آخر میں جب انہوں نے رانی کا بیگ کھولا تو اس کے اندر تحفہ موجود تھا۔ انہوں نے کہا "رانی یہ تو آپ لائی ہوں گی؟"۔

"نہیں مس میں تو اپنا تحفہ گھر بھول آئی ہوں"۔

"اس پر کارڈ لگا ہے جس پر لکھا ہے، عنائیہ کی طرف سے مس زبیدہ کیلئے" ۔ روبی نے آگے بڑھ کر کارڈ کی تحریر پڑھی۔

"لیکن یہ رانی کے بیگ میں کیسے چلا گیا" عنائیہ بے حد حیرانی سے بولی۔

"رانی کی نیت یہ ہو گی کہ وہ کارڈ پر سے تمہارا نام کاٹ کر اپنا لکھ لے اور مس زبیدہ کو یہ کہہ کر دے دے کہ یہ میری یعنی رانی کی طرف سے ہے"۔ "نہیں نہیں" رانی بولی "ایسے نہیں ہو سکتا"۔

"پھر یہ آپ کے بیگ میں گیا کیسے؟" مس زبیدہ غصے سے بولیں "کیا اس کے پاؤں تھے جو خود ہی آپ کے بیگ میں چلا گیا"۔

رانی بے چاری خاموش تھی اس کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔

"رانی تم جو مس زبیدہ کیلئے تحفہ لائی ہو وہ کہاں ہے۔ کیا تم نے مس زبیدہ کو دے دیا ہے؟" روبی کی ہمنوا ایک لڑکی بولی۔

"میں تو گھر بھول آئی ہوں۔ میں آج نہیں دے سکی" رانی نے کہا۔ "اچھا تو یہ بات ہے" کئی لڑکیاں ایک ساتھ بولیں۔ اب لڑکیوں کے تبصروں کے ساتھ ماحول ایسا بن گیا تھا کہ مس زبیدہ اور عنائیہ سمیت سب کو اس بات کا یقین آ گیا تھا کہ رانی چونکہ اپنا تحفہ نہیں لا سکی اس لئے اس نے سوچا کہ عنائیہ کے بیگ میں سے اس کا تحفہ چوری کر کے اور کارڈ پر اپنا نام لکھ کر مس زبیدہ کو دے دے تاکہ شرمندگی سے بچ جائے۔

صورتحال ایسی ہو گئی تھی کہ اتنی بہترین دوستی کے باوجود عنائیہ بھی یہی سمجھ رہی تھی کہ رانی نے یہ حرکت کی ہے۔ عنائیہ کو دکھ تھا کہ رانی نے ایسا کیوں کیا اور رانی کو یہ دکھ تھا کہ عنائیہ نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ میں ایسی حرکت کر سکتی ہوں، دونوں کے بیچ شدید غلط فہمی ڈلوانے میں روبی کامیاب ہو گئی تھی۔ دونوں کی بچپن کی خوبصورت دوستی حسد و غلط فہمی کی نذر ہو گئی تھی۔ چونکہ مس زبیدہ لڑکیوں کی پسندیدہ تھیں اور وہ ان کی سالگرہ دھوم دھام سے کرتی تھیں اور اچھے اچھے تحفے دیتی تھیں۔ اس لئے مس زبیدہ سالگرہ کے تیسرے دن انہیں بہترین ریسٹورنٹ میں کھانا کھلانے لے کر جاتی تھیں تاکہ وہ بھی لڑکیوں کے خلوص و پیار کا جواب دے سکیں۔ اس بار جس دن باہر جانے کا پروگرام بنا اس دن مس زبیدہ نے رانی کے سوا سب لڑکیوں کو دعوت دی۔ رانی کے بارے میں جب سے وہ غلط فہمی کا شکار تھیں تب سے وہ رانی سے ناراض تھیں۔

جس دن سب لڑکیوں نے باہر جانا تھا، اس دن انہیں پڑھائی سے چھٹی تھی۔ سب لڑکیاں رانی کے سوا، ریسٹورنٹ پہنچ گئی تھیں، رانی اس دن گھر میں تھی۔ اس کا دل غم سے بھرا ہوا تھا اس نے نماز پڑھی اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی کہ "یا اللہ صرف تو یہ بات جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں میں نے ایسا کچھ نہیں کیا"۔ رانی کافی دیر روتی اور دعا مانگتی رہی شاید یہ قبولیت کی گھڑی تھی۔

اگلے دن رانی سکول پہنچی تو اسے پرنسپل صاحبہ کے دفتر میں بلایا گیا۔ رانی کچھ پریشان وہاں پہنچی تو وہاں مس زبیدہ اور روبی بھی موجود تھیں اور تھوڑی دیر بعد وہاں عنائیہ بھی آ گئی مس زبیدہ نے رانی کو گلے لگایا اور کہا میں آپ سے معذرت چاہتی ہوں میں نے آپ کو غلط سمجھا، رانی کی حیرانی دیکھ کر مس زبیدہ نے پرنسپل صاحبہ سے کہا کہ آپ ہی ساری بات بتا دیں، پرنسپل صاحبہ نے جو بتایا وہ کچھ یوں تھا کہ جس دن لڑکیوں نے مس زبیدہ کی سالگرہ کا پروگرام بنایا تھا اس دن لڑکیوں نے ایک دن پہلے پرنسپل سے اجازت لی تھی کہ چونکہ آپ کے دفتر کے بالکل ساتھ والی کلاس ذرا کشادہ ہے اس لئے وہاں پروگرام کی اجازت دے دی جائے۔ اس طرح پرنسپل صاحبہ کی اجازت کے بعد سالگرہ کا پروگرام دفتر کے ساتھ والی کلاس میں ہوا تھا۔ اس کلاس کا راستہ دفتر کے بالکل قریب تھا اور دفتر کے دروازے میں کیمرہ نصب تھا۔ سالگرہ کے تقریباً ہفتے بعد پرنسپل صاحبہ نے وہ فوٹیج دیکھی جس میں واضح دکھائی دے رہا تھا کہ روبی نے عنائیہ کا بیگ کھولا اس کے اندر سے تحفہ نکالا اور رانی کے بیگ میں رکھا اور کلاس سے باہر چلی گئی۔ پرنسپل صاحبہ نے وہ فوٹیج چلا کر ان سب کو دکھائی۔ روبی شرم کے مارے زمین میں گڑے جا رہی تھی۔ اس کی یہ حرکت سب کے سامنے تھی۔ عنائیہ نے آگے بڑھ کر رانی کو گلے لگایا اور اس سے معافی مانگی۔ عنائیہ کو خوشی تھی کہ اس کی دوست نے ایسی حرکت نہیں کی تھی اور رانی خوش تھی کہ عنائیہ کا دل اس کی طرف سے صاف ہو گیا اور غلط فہمی دور ہو گئی۔ پرنسپل صاحبہ نے روبی کی شدید سرزنش کی اور اسے سکول سے نکال دیا، اب سارے سکول کو رانی کی بے گناہی اور روبی کی سازش کے بارے میں علم ہو گیا تھا۔ کچھ دنوں بعد روبی کے والدین نے پرنسپل صاحبہ سے درخواست کی کہ روبی کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔ اب اس نے وعدہ کیا ہے کہ کبھی ایسی حرکت نہیں کرے گی اور وہ اسمبلی میں سب کے سامنے رانی سے معافی مانگے گی۔ پرنسپل صاحبہ نے کہا کہ "فساد پھیلانا، دوستوں کو لڑوانا، یہ سب بے حد گناہ کی بات ہے، اللہ تعالیٰ نے سختی سے منع کیا ہے اور یہ حقوق العباد کے زمرے میں آتا ہے۔ اگر رانی اسے دل سے معاف کرے گی تو پھر ہم بھی اسے معاف کر دیں گے"۔ اگلے دن روبی نے اسمبلی میں پورے سکول کے سامنے رانی سے معافی مانگی اور کہا کہ مجھے احساس ہو گیا ہے کہ بُرے کاموں کے بُرے نتیجے ہوتے ہیں اور اللہ جھوٹ و فریب کا پردہ فاش کر دیتا ہے میں آئندہ سے کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گی۔ اس پر رانی نے اسے معاف کر دیا اور پرنسپل صاحبہ نے اسے دوبارہ سکول میں داخلہ دے دیا، عنائیہ اور رانی اب بہت خوش تھیں ان کی بہنوں جیسی دوستی اب ویسے ہی قائم تھی۔

☆☆☆

سرخ خلیے کی کہانی۔ اُسی کی زبانی

"بہادر سُرخ خلیہ"

میں نے آنکھ کھولی تو خود کو "بون میرو" (Bone Marrow) نامی گھر میں پایا۔ جسے کچھ لوگ "ہڈی گودا" بھی کہتے تھے۔ دن گزرنے کے ساتھ ساتھ میرا نیوکلیس ختم ہوتا جا رہا تھا۔ صرف سات دن لگے مجھے بڑا ہونے میں۔ میں نے خود کو ایک پیالہ شکل کا پایا اور اپنے اندر بہت ہلکا محسوس کر رہا تھا۔ اس کے بعد میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اپنے مشن پر بھیج دیا گیا جس کا آغاز "Blood Stream" نامی نالے سے ہوا۔ یہاں مجھے ایک نیا نام "ریتھرو سائٹ" (erythrocyte) دیا گیا۔ ہم تیرتے ہوئے اپنی پہلی منزل "پھیپھڑوں" (Lungs) کی جانب بڑھتے جا رہے تھے۔ ہمارے ساتھ چند اور ساتھی بھی تھے جنہیں W.B.C کہا جاتا ہے۔ اسی طرح کچھ "پلیٹلٹس" (Platelets) بھی ہمارے ساتھ تھیں۔ "پھیپھڑوں" میں پہنچ کر میں نے اپنا "ہیموگلوبن" (Hemoglobin) والا ہاتھ بڑھایا اور آکسیجن کی سپلائی کو تھام لیا۔ 97% آکسیجن تو ہیموگلوبن کے پاس تھی مگر 3% ابھی بھی باقی تھی اسے میں نے اپنے پلازما والی جیب میں رکھ لیا۔ یہاں سے نکلنے کے بعد ہمیں اپنے اگلے ٹھکانے دل تک جانا تھا۔ اس پلمونری وینز (Pulmonary Veins) والی سرنگ کا اختتام دل کے بائیں ایٹریم والے دروازے پر ہوا۔ یہ کمرہ پتلی دیواروں والا تھا۔ ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور میں اور میرے ساتھی اگلے کمرے میں تھے۔ جس کا نام بایاں وینٹریکل تھا۔ اس کی دیواریں بہت موٹی تھیں۔ اس سے پہلے کہ ہم کچھ اور دیکھتے ہمیں ایک زور سے دھکا لگا اور ہم سب ریڈ بلڈ سیلز ایک بڑی سڑک پر آ گئے۔ جو ہر طرف سے بند تھی۔ آکسیجن کی سپلائی نے ہمیں خوبصورت سُرخ رنگ دیا تھا۔ یہ سڑک جسے آرٹری کہا جاتا تھا آگے جا کر چھوٹی چھوٹی سڑکوں میں تقسیم ہو گئی ہر سڑک کا ایک ہی نام تھا "آرٹریولز" (Artriole)۔ یہ سڑک آگے جا کر مزید تنگ گلیوں میں جا کر ختم ہوئی۔ میں ان گلیوں کی دیواریں دیکھ کر حیران ہوا جو بہت پتلی تھیں۔ یہاں سے ہماری منزل قریب تھی۔ میں نے ایک گھر (Cell) کا دروازہ کھٹکھٹایا جس کی پتلی دیوار سے ایک ہاتھ نمودار ہوا میں نے آکسیجن اور خوراک کے پیکٹ اُسے دیئے اور اس نے کاربن ڈائی آکسائیڈ (CO2) اور دیگر ویسٹ (Waste) لے کر اپنے خانوں میں رکھا۔ اب میرا اس گلی (Capillary) میں کام ختم ہو گیا تھا۔ دیگر ساتھی بھی آکسیجن سپلائی کرنے کے بعد میرے ساتھ ملتے جا رہے تھے۔ ہم سب کی رنگت اب سیاہی مائل نیلی ہو گئی تھی۔ اتنا چلنے کے بعد ہم سب کی رفتار کم ہونا شروع ہو گئی تھی۔ ہم وینیولز سے ہوتے ہوئے وینز نامی سڑک پر تھکے ہارے پہنچ گئے۔ کبھی کبھی تو لگتا تھا کہ اب گر جائیں گے مگر جگہ جگہ والو (Valve) نامی دروازے تھے۔ جو ہمارے داخلے کے بعد بند ہو جاتے تھے۔ مجبوراً ہمیں آگے کا سفر جاری رکھنا پڑا۔ اب کی بار ہم دل کے دائیں ایٹریم سے داخل ہوئے اور دائیں وینٹریکل سے نکل کر پلمونری آرٹری کے راستے دوبارہ پھیپھڑوں تک پہنچ گئے۔ ہم نے Cells سے لی ہوئی CO2 اور دیگر مادے ان کے حوالے کئے۔ اور دوبارہ سے آکسیجن لے کر اپنے سفر کو روانہ ہوئے۔ یہ سلسلہ 120 دنوں تک چلتا رہا۔ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ کسی کام کا نہیں رہا۔ اب (Spleen) کے قید خانے میں پڑا ہوں۔ ابھی (Macrophage) آئے گا اور مجھے اس زندگی سے نجات مل جائے گی مگر مجھے بہت خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جس مقصد کے لئے پیدا کیا وہ پورا ہو گیا ہے۔ میں نے اپنا فرض پوری ذمہ داری سے نبھایا ہے۔ میکرو فیج مجھے کھانے کے لئے آ چکا ہے اور میری آنکھیں اب آہستہ آہستہ بند ہو رہی ہیں۔

☆☆☆

"بوٹ پالش"

دس روپے اسے دیئے تو وہ بولا "میں بھیک نہیں لیتا۔" میں نے بوٹ اتار دیئے۔ تیرہ چودہ سالہ پیارا سا معصوم سا وہ لڑکا سکول جانے کی عمر میں بوٹ پالش کر رہا تھا۔ تم سکول نہیں جاتے؟ "میرے ابو فوت ہو گئے ہیں۔ سب سے بڑا میں ہوں۔ چھوٹی بہن سکول جاتی ہے۔" چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے وہ بوٹ چمکا رہا تھا۔ "ابو تھے تو سکول جاتا تھا۔ اب روز صبح گھر سے نکلتا ہوں تو ماں بیٹھے سے لگ کر روتی ہے۔ جب تک میں آنکھوں سے اوجھل نہیں ہو جاتا دروازے میں کھڑی دیکھتی رہتی ہے۔" اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور میرا دل غم سے بوجھل ہو گیا۔ اس میں مجھے اپنا بیٹا دکھ رہا تھا۔ "بوٹ پالش ہو گئے اور یہ آپ کا بٹوا۔" اس نے پانچ کا سکہ مجھے تھما دیا۔ "یہ بھی تم ہی رکھ لو بیٹا۔" برش اس نے کندھے سے لٹکے تھیلے میں ڈالا اور بولا۔ "میں نے کہا نا میں بھیک نہیں لیتا۔ مجھے لگا میں رو پڑوں گا۔ دھندلاتی آنکھوں نے دیکھا پرانی سی چپل پہنے وہ مجھ سے دور جا رہا تھا۔ میرے لئے کئی سوال چھوڑ کر۔

پھول
قابل تعلیم ہر استاد ہے
قوم کی رکھتا وہی بنیاد ہے
پھول
زبردست جملہ آپ کا
اور شاندار انعام بھی آپ کا
اس تصویر کے حوالے سے زبردست جملہ "پھول" میں شائع کردہ کوپن پر
اپنے نام و پتہ کے ساتھ لکھ کر 10 تاریخ تک بھجوائیں اور انعام پائیں
رنگ بھرئیے
راستہ تلاش کریں
دونوں تصویروں میں پانچ جگہ فرق ہے۔ ذرا ڈھونڈ کر بتائیے
پھول
اکتوبر 2018
پھول بڑا مقبول
تفریح، تعلیم اور تربیت ساتھ ساتھ
پھول
70